UNIVERSAL LIBRARY

OU_222870

UNIVERSAL LIBRARY

The Drinched Book

text fiy book

OUP—43—30-1-71—5,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۴۶ Accession No. U 507

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

ڈراما

بگڑے دِل

یعنی

فرانس کے مشہور ڈراما نویس مولیئر کی
کومیڈی مِس انتھروپ کا ترجمہ

مترجمہ و مولفہ

نور الٰہی
محمد عمر

قیمت فی مجلد ۸/

بار اول (۱۰۰۰)

بپاس خاطر عاطر

عزیز محترم جناب مظفر خان صاحب

نور آلہی
محمد عمر

۸۴۲۵ ل

تعارف

یہ کومیڈی بقول مسٹر ہی۔ ایچ وال مترجم کلیات مولیئر بزبان انگریزی مولیئر کی بہترین تصنیف ہے۔ اس ڈرامہ میں وہ اپنے زمانہ کے اخلاق اور بیہودگیوں کی تصویر اتارنے تک قناعت نہیں کرتا۔ بلکہ قلب انسانی کی وہ کمزوریاں پیش کرتا ہے۔ جو ہر زمانہ میں موجود ہوا کرتی ہیں۔ حسن زبان۔ انداز بیان۔ شعار نگاری اور تخیل کی بلند پروازی کے لحاظ سے اس کومیڈی کا جواب ادبیات عالم میں ناپید ہے۔ یہ کومیڈی شاہی تھیئٹر پیرس میں ۴ جون ۱۶۶۶ء کو پہلی بار تمثیل ہوئی۔

مولیئر نے دلشاد کا اور اسکی بیوی نے اختری کا پارٹ کیا۔

اس ترجمہ میں ہم نے برائے نام تصرف سے کام لیا ہے اور صرف اُن باتوں کو نظر انداز کیا ہے جنکا مطالعہ ہندوستانیوں کے لئے چنداں دلچسپ نہیں۔ سینوں کی ترتیب وہی ہے جس کا فرانسیسی اور جرمنی ڈراموں میں لحاظ رکھا جاتا ہے۔ یعنی کسی کیریکٹر کے سٹیج پر آنے یا جانے سے نئے سین کا افتتاح ہوتا ہے۔ یہ ترتیب انگلش ڈراما کے متبائن ہے مخفی نہ رہے۔ کہ یہ ڈراما موجودہ شکل میں سٹیج پر نہیں آسکتا۔ اس لئے سٹیج کے لئے ایک علیحدہ ایڈیشن تیار کیا ہے۔ جو طویل تقریروں سے گرانبار نہیں۔ اور جس میں ایسی باتیں مفقود ہیں جنہیں سٹیج پر لانا تکدر خاطر کا باعث ہو سکتا ہے۔

نور الٰہی
محمد عمر

رام نگر (جموں)
۲۶ اگست سنہ ۱۹۲۳

(ب)

ارکانِ ڈراما

دل شاد	اختری کا عاشق
افضل	دل شاد کا رفیق
مقصود	اختری کا عاشق
اشرف } ندرت }	دو نواب زادے
اختری	دلشاد کی معشوقہ
زبیدہ	اختری کی سہیلی
بمن	اختری کا نوکر
حلیمہ	اختری کی چچازاد بہن
منظور	دل شاد کا نوکر
چپراسی	

ڈراما

بگڑے دِل

ایکٹ اوّل

سین اوّل - دلشاد افضل

افضل آخر ہوا کیا۔ کچھ کہیئے تو سہی۔

دلشاد (بیٹھ کر) میرا کہنا یہی ہے کہ یہاں سے کافور ہو جاؤ۔ دُور ہو جاؤ۔

افضل مگر بگڑنے سے پہلے میری بات تو سُن لیجیے۔

دلشاد میں بگڑونگا ضرور بگڑوں گا۔ کوئی بات وات نہ سُنونگا۔ نہ سنونگا بس پھر کہتا ہوں چلتے پھرتے نظر آؤ۔

افضل غصّہ کا بھوت اِس قدر سر پر سوار ہے کہ آپ سا سمجھدار اپنے سچے دوست سے بیزار......

دلشاد (کھڑے ہو کر) میں! اور آپ کا دوست؟ استغفراللہ! یہ خیال دِل

سے اور میرا نام اپنے دوستوں کی فہرست سے نکال دیجیے۔
"تھا"۔ میں ضرور آپ کا دوست تھا۔ لیکن ابھی ابھی جو حرکت
آپ سے سرزد ہوئی۔ اُسنے تمام دوستی اور محبت پر پانی پھیر دیا۔
میں لگی لپٹی کا روادار نہیں۔ سچ کہتا ہوں اور مُنہ پر کہتا ہوں کہ
کسی زمانہ ساز ابن الوقت سے میرا نباہ نہیں۔

افضل مگر مینے کیا تو کیا کیا۔ آخر کوئی خطا۔ کوئی قصور۔

دلشاد سُننے حضور! ایسی حرکت پر غیرت مند چلّو بھر پانی میں ڈوب
مرتا ہے۔ مگر بے شرم کی بلا دُور وہ مونچھوں پر تا وُ دیتا پھرتا ہے
آنکھوں دیکھی اور کانوں سُنی کہتا ہوں۔ کہ ابھی آپ ایک شخص
سے ملے اور اُسکی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دئے
اُس سے بغلگیر ہوئے ہزارہا وعدے کئے۔ لیکن اُسکے چلے جانے
کے بعد جب مینے پوچھا۔ تو معلوم ہوا کہ جناب اُسکے نام تک سے
آشنا نہیں گویا اُسکی محبت اُسکے ساتھ ہی رخصت ہوگئی۔ جھوٹے
جذبات کے اظہار سے بڑھکر کمینی حرکت اور کونسی
ہو سکتی ہے اگر خدانخواستہ میں ایسی ناشدنی حرکت کر بیٹھتا۔ تو
غیرت کے مارے گلے میں پھندا ڈال کر لٹک جاتا۔ کسی کو شکل نہ
دکھاتا۔

افضل — مجھے تو ایسی بات معلوم نہیں ہوتی جس کے لئے پھانسی پر لٹکنا ناگزیر ہو۔ آیئے میں آپ کا غصہ ٹھنڈا کر دوں۔ تاکہ مجھے خودکشی کی ضرورت نہ رہے۔

دِل شاد — کیسا بے محل مذاق ہے۔

افضل — تو پھر فرمایئے۔ کہ میں کیا کروں۔

دِلشاد — میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ صاف دِل ہو جائیں اور ایک وضعدار آدمی کی طرح جو بات دِل میں ہو۔ وُہی اور صرف وُہی زبان پر لائیں۔ تاکہ گندم نما جو فروش نہ کہلائیں۔

افضل — جب کوئی شخص محبّت سے بغلگیر ہونے کو بڑھے۔ تو منا سب ہے کہ آپ بھی آغوشِ شوق کھولیں۔ دُنیا جانتی ہے کہ ٹیا ک کا جواب تپاک۔ تعریف کے بدلے تعریف۔ تحفہ کے بدلے تحفہ اور وعدے کے بدلے وعدہ کا دوسرا نام وضعداری ہے۔

دِلشاد — میں اِس وضعداری اور اخلاق پر جو سراسر منافقت ہو۔ جیسا کہ آپ جیسے لوگوں کا شعار ہے لعنت بھیجتا ہوں۔ منہ پر باچھیں کھلا کھلا کر باتیں بنانا اور پیٹھ پیچھے صلواتیں سُنانا کہیئے کہاں کی انسانیت ہے۔ دوست سے تلطف۔ دُشمن سے مدارا۔ دوستی کی توہین اور دشمنی کی خوشامد ہے۔ دوستی کی بنا محبّت پر ہے

محبت ایک ہی شخص سے ہوتی ہے۔ جسے سب سے محبت ہو۔ اس ہرجائی کی محبت کا کیا اعتبار۔ جس شخص میں یہ عیب ہو۔ اُسے میرا دُور ہی سے سلام ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ میرا دوست صرف میرا ہی ہو رہے۔ کسی اور سے سروکار نہ رکھے۔ سچ تو یہ ہے کہ ساری دُنیا کا دوست کسی کا دوست نہیں ہو سکتا۔

افضل مگر انسانوں میں رہنا ہے۔ تو رسُوم اخلاق کی پابندی ضرور ہے

دلشاد ہرگز نہیں۔ اس ظاہرداری کو بھاڑ میں جھونکو اور ہر ایک کے عیب اُسکے مُنہ پر بیان کرو۔ ذرا نہ چھپاؤ۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر شخص مردانہ وار کام کرے۔ دِل کی کیفیت کا صاف اظہار کرے اور اپنے دلی خیالات کو جھوٹے تکلفات میں نہ چھپائے۔

افضل بعض حالتوں میں بے محابا صاف گوئی نہ صرف مضحکہ خیز بلکہ قابل اعتراض ہوگی۔ اور مُعاف کیجئے گا اگر میں کہوں کہ بسا اوقات دروغ مصلحت آمیز۔ راستی فتنہ انگیز سے بہتر ہوتا ہے کیا یہ مُناسب اور موزوں ہے کہ ہم ہر شخص سے کہتے پھریں کہ ہم اُسے کیا خیال کرتے ہیں۔ اور جب ہم ایسے شخص سے دوچار ہوں جسے ہم نفرت یا حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تو اُسے کہیں کہ ہماری اسکے متعلق کیا رائے ہے؟

دلشاد بیشک۔

افضل کیا آپ جہاں آرا بیگم کو کہدینگے۔ کہ اس عمر میں غازہ لگا کر شباب کا منہ چڑانا اور اپنے حسن پر اترانا۔۔۔۔۔۔۔

دلشاد بلاشبہ دھوکا ہے۔ فریب ہے۔ مکاری ہے۔ عیاری ہے۔

افضل نہیں آپ مذاق کر رہے ہیں۔

دلشاد مطلق نہیں۔

افضل توبہ توبہ۔ کیا آپ راجہ بیر بھدرن سے یہ کہہ ڈالینگے۔ کہ اس کی بہادری کی تعلی اہل دربار کو اجیرن ہو گئی ہے اور اسکے اسلاف کے کارنامے سنتے سنتے کان پک گئے ہیں۔

دلشاد اس سے کہوں۔ ہزار میں کہوں۔ برملا کہوں۔ بیچ کھیت کہوں۔

افضل آپ مجھے بنا رہے ہیں۔

دلشاد آپ میری خودداری میں بٹہ لگا رہے ہیں۔ کیا مجلس۔ کیا دربار کیا پارٹی کیا کونسل ہال ہر جگہ بچھا ہے ظاہرداری کا جال۔ بھائی سے بھائی۔ بہن سے ماں جائی۔ بیوی سے خاوند اور بیٹے سے ماں کی محبت فقط جپال ہے۔ ہر بات میں گھات ہے بلکہ دنیا واہیات ہے۔ کہیں خوشامد۔ کہیں بے دردی کہیں

خود غرضی۔ کہیں مکاری..... میں تو حضرتِ انسان سے اسقدر بیزار ہوں کہ آئینہ تک دیکھنے کا روادار نہیں۔

افضل اسکے فلسفیانہ جنوں کا دورہ معمول سے تیز ہے۔ معاف کرنا۔ اگر میں ہنسی ضبط نہ کرسکوں۔ سُنئے صاحب آپ کا یہ پیچ و تاب محض بیکار ہے۔ کیونکہ اہلِ دُنیا کی رفتار کا بدلنا محال ہے۔ یہ شمع جل بجھیگی۔ مگر پروانہ کی شکل نظر نہ آئیگی۔ آپ بڑے بگڑتے ہیں اور لوگ اپنی ہی کیئے جاتے ہیں۔ سب کا یہی خیال ہے۔ کہ آپ سے بگڑے دِل کو خدا بھی خوش نہیں کرسکتا۔

دِل شاد میں یہ سُنکر بہت خوش ہُوا۔ اِس بڑھکر خوش قسمتی اور کیا ہوسکتی ہے۔ میرے نزدیک تمام انسان سراسر بُرے۔ ساون سُوکھے نہ بھادوں ہرے۔ اُن کا کسی کو اچھا کہنا اُسکی بُرائیوں کا اعلان کرنا ہے

افضل تو کیا سارے انسانوں میں کوئی بھی نہیں۔ جو اِس عالمگیر نفرت سے مستثنےٰ ہو۔

دِل شاد نہیں۔ اِس قاعدہ کی کوئی استثنیٰ نہیں۔ سب کے سب بُرے۔ کیا چھوٹے کیا بڑے۔ بعض اسلیئے کہ بدمعاش ہیں۔ بعض اسلیئے کہ بدقماش ہیں۔ بعض اسلیئے کہ وہ بدمعاشوں کو بدمعاش نہیں کہتے کھری کھری نہیں سُناتے۔ اور اِس حقارت سے کام نہیں لیتے جو

ھـــر دل میں موجزن ہونی چاہیئے۔ ذرا نواب سُخن ساز کو دیکھو
وُہی نا۔ جسکے خلاف بیٹنے مقدمہ دائر کر رکھا ہے۔ اِس سے زیادہ
لُچا۔ شُہدا۔ آوارہ۔ ناکارہ کون ہوگا۔ ہر شخص اسکی سیاہ باطنی سے
آگاہ ہے اور جانتا ہے کہ وُہ ابدی رُوسیاہ ہے۔ کسی پر پوشیدہ
نہیں۔ کہ اس کا تمول شرمناک کاموں کے طفیل ہے اور اس کا
جاہ و جلال دیکھ کر نیکوکاری سرگریباں اور ہُنر پریشاں خاطر ہے
اسے جس قدر سناؤ۔ روا ہے۔ دغاباز کہو۔ شہدا کہو۔ غرضیکہ جو
مُنہ میں آئے کہو۔ سب اتفاق کرینگے۔ باوجود اسکے سب اسے
تپاک سے ملتے ہیں۔ دعوتیں دیتے ہیں۔ میر مجلس بناتے ہیں۔ اسکی
میٹھی میٹھی باتیں سُنکر۔ اسکی خندہ پیشانی اور دیدہ زیب لباس
دیکھکر سب لٹو ہو جاتے ہیں۔ اگر کبھی ووٹ لینے کی نوبت آ گئی۔
تو دیکھ لینا سب شُرفا مُنہ دیکھتے رہجائینگے اور وُہ بازی لیجائیگا
یہ شرارت نوازی دیکھکر میرا تو دل چاہتا ہے کہ کپڑے پھاڑ کر
جنگل کو نکل جاؤں۔ اور وہاں جا کر رہوں۔ جہاں کوئی نہ ہو۔

افضل یہ سب سچ لیکن دنیاوی رسم و رواج پر اس قدر
بگڑنا نہیں چاہیئے اور فطرت انسانی کا کسی قدر پاس رہے۔ مناسب
ہے کہ ہم ایسے سخت گیر نہ ہو جائیں اور کسی حد تک لوگوں سے تعلق

پر پردہ ڈالیں۔ دُنیا کو نرم دل نیکو کاروں کی ضرورت ہے۔ اور اصلاح میں اگر زیادہ سرگرمی سے کام لیا جائے۔ تو غلطی کا احتمال ہے۔ معقول قوت فیصلہ افراط سے احتراز کرتی ہے اور چاہیئے ہے کہ لوگ دانا اور اعتدال پسند ہوں۔ اگلے زمانے کی کڑی پرہیزگاری۔ عہد حاضرہ کی علوات اور اخلاق کے موافق حال نہیں موجودہ تہذیب کا تقاضا ہے۔ کہ فانی انسان بتدریج مکمل ہو۔ ہمیں بغیر ہٹ دھرمی کے زمانہ کے آگے سر نیاز خم کرنا چاہیئے آجکل سب سے بڑی بیوقوفی یہی ہے۔ کہ تمام بنی آدم کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا جائے۔ آپ کی طرح میں بھی ہر روز سینکڑوں چیزیں دیکھتا ہوں۔ جو اگر کسی دوسرے اسلوب پر بنائی جائیں۔ تو بدرجہ اتم بہتر ہوں۔ لیکن میں خواہ کچھ دیکھ لوں۔ آپ کی مانند کپڑوں سے باہر نہیں ہوتا ہیں انہیں انکی حالت پر چھوڑ دیتا ہوں۔ اور اپنے آپ کو یہ حرکاتِ نازیبا برداشت کرنے کا خوگر بنا لیتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ کیا دربار کیا بازار ہر جگہ میری بُردباری آپ کے غصہ سے بہتر اثر کرتی ہے۔

دلشاد ماشاءاللہ۔ استدلال میں اچھا ملکہ حاصل کیا ہے لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا آپ کی بُردباری میں کبھی خلل نہیں آسکتا۔ فرض کیجیے

آپ کا کوئی دوست آپ کو جل دے جائے۔ یا آپ کا مال ہتھیانے کے لئے جال پھیلائے۔ یا آپ کو بدنام کرتا پھرے۔ تو فرمائیے آپ غضبناک نہ ہوں گے۔

افضل مطلق نہیں میں جانتا ہوں کہ یہ نقائص انسان کی گھٹی میں پڑے ہیں۔ بد دیانت۔ نا منصف مزاج اور خود غرض انسانوں کو دیکھکر میرے دل پر اتنا بھی اثر نہیں ہوتا۔ جتنا مردار خوار گدھوں۔ شریر بندروں اور خونخوار بھیڑیوں کے دیکھنے سے ہوتا ہے۔

دلشاد سبحان اللہ۔ یعنے کوئی مجھے موس ہے سر بازار جوتیاں لگائے میرے بدن پر دھجی تک نہ چھوڑے۔ مگر میں چپکا کھڑا منہ دیکھتا رہوں۔ حضرت۔ جب آپکی منطق کا یہ حال ہے تو آپ سے کون مغز مارے۔

افضل آپ خاموش ہی رہیں تو بہتر ہے۔ اب حریفوں کا پیچھا چھوڑیئے اور مقدمہ کی طرف توجہ کیجیئے۔

دلشاد اسکی طرف سے مطمئن رہو۔ میں کچھ نہیں کروں گا۔

افضل مگر آپ کی طرف سے جوابدہی کون کرے گا۔

دلشاد کون کرے گا۔ بس عقل۔ انصاف اور عدل

افضل آپ ججوں سے نہیں ملیں گے کیا۔

دل شاد اسکی کیا حاجت ہے۔ کیا میرا مقدمہ کمزور یا مشتبہ ہے۔

افضل میں مانتا ہوں۔ کہ کمزور نہیں۔ مگر آپ کے خلاف بارسوخ اشخاص نے سازش کر رکھی ہے۔

دل شاد مینے عہد کیا ہے کہ اس معاملہ میں اُنگلی تک نہ ہلاؤنگا۔ بات اتنی ہے کہ یا تو میں سچا ہوں یا جھوٹا۔

افضل سچائی پر اتنا گھمنڈ اچھا نہیں۔

دلشاد اس مقدمہ میں تو میں تنکا بھی توڑ کر دُھرا نہ کروں گا۔

افضل فریق ثانی بارسوخ ہے اور اسکی ریشہ دوانیوں سے اِن پر......

دلشاد مجھے پرواہ نہیں۔

افضل آپ غلطی کر رہے ہیں۔

دلشاد آپ کی بلا سے۔ آپ یہ دیکھیے اُونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

افضل لیکن..........

دلشاد میں خوش ہوں۔ اگر میرا مقدمہ خارج ہو جائے۔

افضل پھر بھی..........

دلشاد اس مقدمہ میں یہ ظاہر ہو جائے گا۔ کہ انسان کس قدر شیطنت کر سکتا ہے۔ کہاں تک بد۔ بدمعاش

اور مخالفِ حق ہو کر تمام دنیا کے رُوبرُو مجھ سے بے انصافی کر سکتا ہے۔

افضل عجیب انسان ہے۔

دلشاد میں تو خدا سے چاہتا ہوں کہ میرا مقدمہ خارج ہو جائے۔

افضل اگر کوئی یہ باتیں سُنیگا۔ تو آپ پر خوب قہقہہ لگائیگا۔

دل شاد جو ہنسے گا وُہی روئے گا۔ میرا کیا لے گا۔ کچھ اپنا ہی کھوئے گا۔

افضل مگر یہ راست روی کا خبط اور دیانتداری کا سودا آپ ہی کی ذات تک محدُود ہے۔ یا آپ کی محبُوبہ کو بھی اِس سے ربط ہے۔ میں حیران ہُوں۔ کہ بنی نوع انسان سے اس قدر برسرِ پرخاش اور اتنا متنفر ہونے کے باوجُود آپ اس کے کسی فرد میں سامان دل بستگی پاتے ہیں۔ اِس سے بھی حیرت انگیز آپ کا حُسن انتخاب ہے۔ نیک دل سلیمہ آپ کی محبّت کا دم بھرتی ہے۔ مست ناز حُسن آرا محبت بھری

نگاہوں سے آپ کو دیکھتے نہیں تھکتی۔ مگر آپ ہیں۔ کہ اُنہیں خاطر میں نہیں لاتے...... اختری کا ستارا کچھ ایسا چمکا ہے۔ کہ آپ اُس کی زلفِ گرہ گیر میں پھنسے جاتے ہیں کون اختری! جس کی ہر ادا اور جس کا ہر انداز زمانہ حال کی روش کے مطابق ہے۔ جب آپ اِس روش کو پسند نہیں کرتے۔ تو اپنے معشوق کو کیوں نہیں روکتے کیا حُسن کے سانچے میں ڈھل کر یہ عیب ثواب ہو جاتے ہیں۔ کیا آپ کو نظر نہیں آتے۔ یا آپ چشم پوشی کرتے ہیں۔

دل شاد نہیں۔ اُس نوجوان بیوہ کی محبت نے ابھی تک میری آنکھوں پر پردہ نہیں ڈالا۔ اور باوجود اس قدر محبت کے جب کبھی میں کوئی نقص اس میں دیکھ پاتا ہوں۔ تو صاف کہہ سناتا ہوں۔ میں اپنی کمزوری کا معترف ہوں۔ گو وہ مجھے خوش کرنے کا ڈھنگ خوب جانتی ہے۔ تاہم میری محبت اُسکے عیبوں کا لوہا نہیں مانتی مجھے ذرا شک نہیں کہ میری سچی محبت اُس کے دل سے تمام مروجہ خیال دُور کر دے گی۔

افضل: اگر یہ ممکن ہو۔ تو بڑی بات ہے۔ مگر آپ کو یقین ہے نا۔ کہ وہ آپ سے محبت کرتی ہے۔

دِل شاد: یقین؟ ایمان کہو ایمان۔ اگر یہ نہ ہو تو مجھے کیا حکیم نے بنایا ہے کہ ان کے لئے اس طرح جان پر کھیلوں۔

افضل: اگر یہ بات ہے۔ تو آپ اپنے رقیبوں سے کیوں کانپتے ہیں

دل شاد: اس لئے کہ دِل تمام جذبۂ محبت کا واحد مالک بننا چاہتا ہے اور کسی کی شرکت گوارا نہیں کرتا۔ آج میں صرف اس غرض سے یہاں آیا ہوں۔ کہ اس امر کے متعلق اپنے جذبات کا اظہار اُس سے کروں

افضل: میری مانئے تو سلیمہ سے دل لگائیے۔ وہ آپ کو چاہتی ہے۔ اور آپ کے خیالات کی ترجمان ہے۔ اس پر حیاپرور اور نیک۔ ہزاروں میں ایک۔

دِل شاد: یہ درست ہے۔ میری عقل روز یہی وعظ کہتی ہے۔ لیکن کیا کیا جائے۔ عقل اور محبت میں بیر ہے۔

افضل: ابھی خیر ہے سنبھلئے۔ ورنہ یہ جنوں......

سین دوم

مقصود - افضل - دلشاد

مقصود مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا ہے - کہ اختری اور سلیمہ خرید و فروخت کے لئے باہر گئی ہیں - اور آپ بھی اُن کے منتظر ہیں - یہ موقع غنیمت سمجھکر میں حاضر ہوا ہوں - کہ اس عزت اور توقیر کا نہایت صدقدل سے اظہار کروں - جو آپ کے دیکھنے سے میرے دل میں پیدا ہوتی ہے - یہ عقیدہ بار بار میرے دل میں چٹکیاں لیتا ہے - اور ایما کرتا ہے - کہ میں آپ سے درخواست کروں - کہ مجھے اپنے احباب میں شامل فرمائیے - ہنر کی قدر کرنا میرا شعار ہے - اور میری عین آرزو ہے - کہ آپ کا دلی دوست بن جاؤں میری وجاہت و منصب کا اگرمجوش دوست مشکل سے ملا کرتا ہے

اس تقریر کے دوران میں دلشاد اپنے خیالات کی اُلجھنوں میں پھنسا رہتا ہے اور مقصود کیطرف بالکل متوجہ نہیں ہوتا

اگر جناب بُرا نہ مانیں تو عرض کرنے کی جرأت کروں کہ میرا روئے سخن جناب

کی طرف ہے۔

دِل شاد جناب مجھ سے مخاطب ہیں۔

مقصود جی ہاں۔کہیں میں بارِ خاطر تو نہیں ہُوا۔

دِلشاد ہرگز نہیں۔مگر حیران ضرور ہوں۔کہ میں اِس قدر عزت افزائی کا مستحق کیسے ہوا۔

مقصود جناب میری محبت اور قدر دانی سے ناحق متحیر ہوتے ہیں۔آپکی قدر تو ساری دُنیا.........

دلشاد جناب کیا فرماتے ہیں۔

مقصود اسوقت ملک بھر میں آپ کا جواب نہیں۔

دلشاد بس جناب۔

مقصود اگر جھوٹ کہا تو مجھ پر آسمان ٹوٹ پڑے اسلئے کہ میں اپنے جذبات کا یقین دلا سکوں اجازت دیجئے کہ اِس جگہ آپ سے بغلگیر ہوکر آپکے دل میں جگہ کروں اب ہاتھ ملایئے اور دوستی کا وعدہ فرمایئے۔

دِل شاد جناب.........

مقصود ہیں کیا انکار۔

دلشاد جناب۔مجھ میں اِس بارِ احسان کی برداشت نہیں۔بات یہ ہے کہ دوستی کا اقرار نہایت سوچ سمجھکر کرنا چاہیئے۔جلد دوست بنجانا اِس پاک لفظ کی توہین کرنا ہے۔یہ تعلق حسنِ انتخاب کی

جان ہونا چاہیئے۔ دوستی سے پہلے خاطر شناسی اور مزاج دانی کی ضرورت ہے۔ تاکہ بعد میں کدورت اور نفرت کی نوبت ہی نہ آنے پائے۔ ممکن ہے ہمارے طبائع اس قدر مختلف ہوں کہ ہمیں جلد ہی اس سودے پر پشیمان ہونا پڑے۔

مقصود آخر عاقل عاقل ہی ہوتا ہے۔ کیا بات پیدا کی ہے کہ میرے دل میں آپ کی توقیر ایک سے ہزار ہو گئی — بہت خوب۔ ہمیں مناسب وقت کا انتظار کرنا چاہیئے۔ فی الحال آپ یقین مانیئے۔ کہ میں آپ کا خادم وفا شعار۔ ہر کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر دربار میں کام ہو تو مجھے یاد فرمائیے۔ سب جانتے ہیں کہ میں بادشاہ کے منہ لگا ہوں اور وہ مجھ پر از حد مہربان ہیں۔ میری عرض کبھی نہیں ٹالتے۔ القصہ میں ہر طرح اور ہر وقت فرمانبردار ہوں۔ چونکہ آپ مسلمہ نقاد ہیں۔ اس سے میں اس دوستی کا افتتاح ایک غزل سے کرتا ہوں۔ یہ خاکسار کا تازہ کلام ہے ذرا اسے سن لیجیئے اور مشورہ دیجیئے کہ آیا اسے چھپوانا موزون ہو گا

دلشاد معاف فرمائیے۔ میں اس کام کے قابل نہیں۔

مقصود کیوں۔

دلشاد مجھ میں ذرا سچ کہنے کا عیب ہے۔

مقصود۔ یہی تو میں چاہتا ہوں۔ مجھے تمام عمر شکایت رہتی۔ اگر آپ میری خاطر جھوٹی تحسین و آفرین سے کام لیتے۔

دل شاد اگر یہ بات ہے۔ تو بندہ حاضر ہے۔

مقصود یہ غزل ہے۔ سُنیئے۔ کچھ خبر...... معشوق نے جو گت بنائی ہے اُسکی تصویر ہے۔ کچھ خبر بھی...... اس میں تصنع اور بناوٹ کو دھتا بتایا ہے۔ گویا دل کا عکس کاغذ پر اُتر آیا ہے۔

دل شاد فرمایئے۔

مقصود کچھ خبر بھی ہے...... اندیشہ ہے کہ خیالات اُلجھ نہ گئے ہوں۔ دریا کو کوزہ میں بند کرنا ذرا مشکل ہے ملاحظہ فرمایئے۔

دل شاد فرمایئے۔

مقصود ہاں یہ مدنظر رہے کہ صرف پندرہ منٹ میں کہی ہے۔

دلشاد کم وقت میں تیار ہونا کوئی صنعت نہیں۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ اثر اور مضمون کا کیا حال ہے کہہ ڈالیئے جو کچھ کہنا ہے۔

مقصود (کاغذ نکال کر پڑھتا ہے)

کچھ خبر بھی ہے تمہیں اپنے گرفتاروں کی
جان آنکھوں میں ہے اب عشق کے بیماروں کی

افضل کیا کہنے۔ واللہ۔ مطلع تو مطلع آفتاب ہے۔

دل شاد (افضل سے) یُونہی وجد میں نہ آؤ۔ ایک بیہودہ تُک بندی پر سر ہلاتے شرماؤ

مقصُود
خون ایمان تیرے ابرُو نے کیا اے قاتل
کعبہ پوشاک نہ کیوں پہنے عزاداروں کی

افضل سُبحان اللہ کیا تلازمہ ہے

مقصُود
دشت وحشت کو دیا ہے میری وحشت نے فروغ
نوک رکھ لی ہے میرے آبلوں نے خاروں کی

افضل خُوب۔ شاعری اسی کا نام ہے۔

دلشاد (افضل سے علیحدہ) تمہیں شعر سمجھنے کا شعُور ہے۔

مقصُود (افضل سے) قدر افزائی ہے۔ ذرّہ نوازی ہے۔

افضل ہرگز نہیں۔ مینے تو فقط اصلیّت ظاہر کی ہے۔ تعریف اور خوشامد سے مجھ جیسے آزاد منش کو کیا سروکار۔

دل شاد جھُوٹے پر خدا کی مار۔ تم تو ہو خوشامد کے اجارہ دار۔

مقصُود (دلشاد سے) جناب کو اپنا اقرار تو یاد ہو گا۔ اب صاف صاف اس غزل کے متعلق اظہارِ خیالات فرمائیے۔

دلشاد صاحب اب میں کیا کہُوں۔ بہت نازک معاملہ ہے۔ دم مارنے کی جگہ نہیں۔ ہر شخص اپنی تعریف سننے کا خواہاں ہے۔ اظہار

نام سے معاف رکھیں تو عرض کروں۔ کہ ایکدن میںنے ایک شخص کی غزل دیکھی۔ تو میںنے اُس سے کہا کہ ہر شریف آدمی کو چاہیئے کہ مصنّف بننے کے خبط سے پناہ مانگے۔ یہ دل لگی ہر کسی کا کام نہیں۔ اظہار لیاقت کے لئے خواہی نخواہی نکو بننے سے فایدہ

مقصُود تو آپ کا یہ مطلب ہے۔ کہ جو کچھ میںنے تصنیف کیا۔ وُہ۔۔۔۔۔۔

دلشاد توبہ توبہ۔ میرا ہرگز یہ خیال نہیں۔ مگر میںنے اس سے کہا کہ بھائی جس شعر میں کوئی اچھوتا خیال نہ ہو۔ اُسے کوئی نہیں پوچھتا۔ اسے سُنکر سب ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں۔ دیکھئے نا۔ حالانکہ اُس شخص میں اور مضمونوں پر خامہ فرسائی کی خاص قابلیّت تھی۔ مگر غزل کہنے سے معذُور تھا۔ انسان کی لیاقت کا معیار اسکی کمزوریاں ہیں۔

مقصُود آپ کا مطلب کہیں میری غزل سے تو نہیں۔

دلشاد نہیں۔ مگر غزل کہنے سے باز رکھنے کے لیئے میںنے اسے ایسا کیا۔ کہ اس خبط نے بیسیوں ہونہار طبیعتوں کا ستیاناس کردیا ہے۔

مقصُود اُس میں اور مجھ کوئی وجہ مشابہت۔۔۔۔۔۔

دلشاد آخرکار میںنے اُس سے کہا کہ تمہیں ایسی کیا پڑی ہے کہ اس

تنگ بندی پر سر دھنتے ہو۔ اگر دو چار رسالوں میں تمہارا کلام چھپ بھی گیا۔ تو تمہیں کیا ملجائیگا۔ وہ شخص ضرور قابل معافی ہے۔ جو اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے بے معنی کتابیں لکھ کر ٹکے بٹورتا ہے۔ لیکن اگر تمہارے جیسا شخص جو دربار میں رسوخ رکھتا ہو۔ آسودہ حال بلکہ فارغ البال ہو۔ ایسی جھک مارے۔ تو قابل نفرت ہی نہیں۔ بلکہ لائق لعنت ہے یہ تھا جو میں نے اُسے سمجھانے کی کوشش کی۔

مقصود اور میں بھی سمجھ گیا۔ ہاں تو فرمائیے۔ میری غزل کے متعلق جناب کی کیا رائے ہے۔

دل شاد سچ تو یہ ہے۔ آپ کی غزل اِس لائق ہے کہ اسے الماری کے نچلے حصّہ میں رکھ چھوڑیے۔ اور ہوا نہ لگنے دیجئے آپ نے چھوٹے شاعروں کی تقلید کی ہے۔ اور فطرت اور جذبات انسانی کے اظہار سے کوسوں دُور جا پڑے ہیں۔ یہ لفاظی محض بناوٹ ہے اِسے شاعری سے کوئی علاقہ نہیں۔ دیکھئے میں آپ کو چند شعر سُناتا ہوں۔

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

حقیقت ایک ہے ہر شے کی۔ خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرّہ کا دل چیریں
یقیں محکم۔ عمل پیہم۔ محبّت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں (اقبال)

دیکھا جناب اس کا نام ہے شاعری۔ کیا بات میں بات پیدا کی ہے۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ شاعری فقط

کیا ہے نخلِ غم تازہ یہ ٹھنڈی سانس بھر بھر کر
بڑی مشکل سے میں نے یہ شجر جاڑے میں پالا ہے

کا نام تھا مگر اب صحیفۂ قدرت کے مطالعہ نے نظر وسیع کر دی ہے۔

مقصود میں پھر کہوں گا اور ڈنکے کی چوٹ کہوں گا۔ کہ میری غزل اچھی ہے۔ اور میری طبیعت بھی موزوں ہے۔ اب بھی۔

قطرہ کو جو دُوں آب تو گوہر سے ملا دوں

دلشاد ممکن ہے۔ کہ آپ بخیال خود راستی پر ہوں۔ لیکن آپ مجھے معاف رکھیں گے۔ اگر میرا آپ سے اتفاق نہ ہو۔ کیونکہ میری رائے آپ کی رائے کے تحت نہیں۔

مقصود میرے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ کہ بڑے بڑے سخن فہم اہلِ زبان میرے کلام کی داد دیتے ہیں۔

دِل شاد جی ہاں۔ وُہ فنِ ریاکاری کے ماہر ہوں گے۔ اور میں ٹھیرا اِس سے ناآشنا۔

مقصُود کیا آپ کو یہ زعم ہے۔ کہ آپ ہمہ دان ہیں۔ اور سارے زمانہ میں صرف آپ ہی جوہر شناس ہیں۔

دلشاد اگر میں آپ کے شعروں کی تعریف کرتا۔ تو شاید آپ مجھے اِس سے زیادہ قابل قدر خیال کرتے۔ مگر اب (مُسکراتا ہے)

مقصُود مجھے آپ کی تعریف کی ضرورت نہیں۔

دلشاد تو اطمینان رکھیئے۔ اِس سے آپ کی سمع خراشی کبھی نہ ہو گی۔

مقصُود اگر کچھ دعوے ہے۔ تو آیئے اِس زمین میں دو چار شعر تو نکالکر دکھایئے۔

دِل شاد اگر میں یہ حماقت کروں۔ تو کم از کم اتنی عقلمندی ضرور کروں کہ کسی کو نہ دکھاؤں۔

مقصُود یہ تکبر۔ یہ بڑائی۔

دلشاد بھائی جاؤ۔ کسی اور جگہ مدح سرا تلاش کرو۔ مجھ سے یہ کام نہیں ہونے کا۔

مقصُود دیکھئے ذرا ہوش سے بات کیجئے۔ چیونٹی کے پر عدم آباد کی پروانگی ہوتے ہیں۔

دل شاد بہت مغز کھا چکے۔ اب تشریف لیجائیے۔ اور اپنے عقاب خیال کو کسی اور فضا میں اُڑا دیجئے۔

افضل (دونوں کے بیچ میں آکر) بس صاحبان بس۔ کافی ہو چکی۔ بات کا تبنگڑ بنگیا۔ بے مزگی تک نوبت پہنچ گئی۔ علمی بحث نہوئی بھٹیاروں کی لڑائی ہوئی

مقصود اچھا میں غلط کار سہی۔ مگر اس شیخی کا مزا نہ چکھاؤں۔ تو میرا نام مقصود نہیں۔ (جاتا ہے)

سین سوم

افضل ۔ دلشاد

افضل واہ صاحب وا۔ اس صاف گوئی کے کیا کہنے۔ خواہ مخواہ آفت مول لی۔ میں جانتا تھا۔ کہ ذرا اپنی تعریف ....

دل شاد بس مجھے مخاطب نہ فرمائیے۔

افضل بات بہت بڑھ گئی۔

دلشاد تو آپ یہاں تشریف رکھیئے۔ میں جاتا ہوں (چل پڑتا ہے)

افضل آپ مذاق کر رہے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ چلیئے میں آپ کے ساتھ ہوں۔

(جاتے ہیں)

ایکٹ دوم

سین اوّل

دِل شاد اور اختری

دِل شاد بیگم۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ آپ کی حرکتوں سے میرا ناک میں دم آ گیا اگر یہ سلسلہ چندے اور جاری رہا۔ تو سلسلۂ محبت کی خیر نظر نہیں آتی۔ اسکے برعکس کچھ کہنا عیاری ہے۔ ایک نہ ایک دن آپ کو اور آپ کی محبت کو سلام کرنا پڑے گا۔ اور نباہ کے وعدے پر قائم رہنا میرے بس سے باہر ہو جائیگا۔

اختری تو یہ کہیئے آپ کوسننے کے لئے مجھے اپنے گھر بیجانا چاہتے تھے۔

دلشاد میں کوسنا تو نہیں۔ مگر جو آتا ہے۔ اُسے آپ سر آنکھوں پر بٹھاتی ہو ہر ایک کو شمع رخسار کا پروانہ بناتی ہو۔ اور یہ دیکھکر میرا دل جلتا ہے

اختری تو میری خطا یہ ہے۔ کہ لوگ مجھ سے کیوں محبت کرتے ہیں۔ اگر کوئی مجھے چاہتا ہے تو بتایئے اس میں میرا کیا قصور ہے۔ پروانے جلتے ہیں تو جلیں۔ شمع معذور ہے۔ اگر کوئی مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ تو

کیا دروازہ بند کر دیا کروں۔ اُنہیں دھکّے دیکر نکال باہر کروں

دلشاد بیگم۔ مکان کا دروازہ بند کرنے کو کون کہتا ہے۔ ہاں ورِ دل کو ضرور تیغا کرا دو۔ اور چکنی چپڑی باتیں ہنس ہنس کر نہ سُنا کرو۔ میں جانتا ہُوں۔ کہ آپ اپنی رعنائی کو ساتھ ساتھ لئے پھرتی ہیں۔ لیکن جنہیں آپ کی آنکھیں کھینچ لاتی ہیں۔ اُنہیں آپ کا حُسنِ اخلاق جانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور شُکار کے ساتھ مدارات سے پیش آنا ہر صُورت میں اس کام کو مکمل کر دیتا ہے جسے آپ کے عشوہ و ناز نے شروع کیا ہو۔ آپ اپنے چاہنے والوں کے حوصلے بڑھا کر اُنکی تمام توجہ کو جذب کر لیتی ہیں۔ لیکن اگر ذرا کم توجہ سے کام لو۔ تو وہ بھاگتے نظر نہ آئیں ذرا میں بھی تو سُنوں کہ آخر اشرف کو کونسے سرخاب کے پر لگے ہیں کہ اسے دیکھتے ہی آپ مُسرّت کی تصویر بنجاتی ہیں۔ کیا آپ کا دِل اُسکے بہت سے فیشنوں کے پھندے میں پھنس گیا۔ یا اُس کے پُر تصنع طرزِ کلام نے یہ جادو جگایا۔ کہ آپ غلام بنتے بنتے آپ کے دِل کا بادشاہ ہو گیا۔

اختری آپ تو ناحق اس کرموں جلے پر برس پڑے۔ اسکی خاطر و مدارات کی وجہ محبّت نہیں۔

دلشاد تو کیا۔

اختری فقط ضرورت۔ میں اس سے اپنے مقدمہ میں سفارش کرانا چاہتی ہوں۔ اور اُسنے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ جج کے کان بھر کر میرے حق میں فیصلہ کرا دیگا۔

دلشاد گولی مارو مقدمہ کو۔ ہار گیا تو کیا اور جیت لیا تو کیا۔ کچھ میرے دل کا خیال کرو۔ اور رقیبوں سے ساز باز کرنا ایکدم چھوڑ دو۔

اختری آپ کو تو ہر راہ چلتا رقیب نظر آتا ہے۔

دلشاد اس لئے کہ آپ ہر شخص پر مہربان ہیں۔

اختری میرا ہر ایک سے ہنستے ماتھے پیش آنا اسبات کی دلیل ہے۔ کہ میں کسی کو نہیں چاہتی۔ اگر آپ کسی ایک پر مجھے خاص طور پر مہربان پائیں۔ تو جو جی میں آئے زبان پر لائیں۔

دلشاد مگر میرے بیقرار دل کو اسکا کیسے یقین آئے۔ میں حاسد ہی سہی۔ مگر یہ تو فرمائیے۔ کہ مجھ پر وہ کون خاص عنائت ہے۔ جو اوروں پر نہیں۔

اختری اسبات کا یقین کہ میں آپ کو چاہتی ہوں۔ صاحب وہم کا دارو میرے پاس نہیں۔ میں کئی بار آپ سے کہہ چکی۔ ایسے صریح اقرار پر آپ کو یقین نہ آئے۔ تو کوئی کیا کرے۔ بس سمجھ لیجئے کہ میں

بھی جھوٹی - میری بات بھی جھوٹی - بھلا ہوُا میری مالا ٹوٹی
رام جپن سے چھوٹی -

دلشاد یہ مالا جس کے دانے آئے دن نئے دلوں سے تیار ہوتے ہیں - مدّت کی ٹوٹ چکی ہوتی - مگر ہائے مجبوریاں محبت کی اگر یہ دل راہ پر آجائے - تو ایک غلام کو خطِ آزادی ملجائے میں خود چاہتا ہوں - کہ آپ کی محبت کو دل سے نکال دوُں - مگر کیا کروُں کچھ بس نہیں چلتا - بیشک یہ میرے گناہوں کا کفارہ ہے - جو آپ کی محبت کی شکل میں نموُدار ہوُا ہے -

اختری مانتی ہوں - کہ آپ کی محبت بے مثل ہے لاجواب ہے

دلشاد میں تمام دُنیا کو مقابلہ کی دعوت دیتا ہوُں جیسے دعوے ہو آجائے - بیگم میری محبت کا اندازہ لگانا محالات سے ہے میری طرح کسی نے محبت کی ہو تو بتایئے -

اختری اسکی تو میں بھی قائل ہوُں - اور آپ کا طریقہ بھی بالکل جدید ہے آپ کے نزدیک محبت معشوق سے مسلسل تکرار کا نام ہے اور جب زیادہ جوش آتا ہے تو آپ سا عاشق صلواتوں پر اُتر آتا ہے - مختصر یہ کہ آپ سا شکوہ پسند عاشق ڈھونڈھے نہیں ملسکتا

دلشاد لیکن اس شکوہ و شکایت کا موقعہ آپ دیتی ہی کس ہیں - یہ باتوں کو ختم کیجئے اور صاف ....

(جمن آتا ہے)

سین دوم

جمن - اختری - دلشاد

اختری کیا ہے جمن -

جمن نواب ندرت نیچے کھڑے ہیں -

اختری سلام کہو (جمن جاتا ہے)

دلشاد اس کے یہ معنے ہوئے - کہ مجھے ایک منٹ کے لئے بھی آپ سے تنہائی میں گفتگو کرنا نہ ملیگا - آپ کے یہاں ملاقاتیوں کا اسیطرح تانتا بندھا رہیگا - کیا آپ تھوڑی دیر کے لئے دل کڑا کر کے ان پر دروازہ بند نہیں کر سکتیں -

اختری یہ تو اخلاق سے بعید ہے -

دلشاد مجھے یہ حسن اخلاق ایک آنکھ نہیں بھاتا -

اختری آپ جانتے ہیں - ندرت کیسا شتر کینہ انسان ہے - سرکار دربار میں بارسوخ ہے - اگرچہ ان لوگوں سے نیکی کی تو کوئی اُمید نہیں مگر ذرا انکی خوشامد کرتے رہو تو بدی سے باز رہتے ہیں -

دل شاد بیگم ماشاءاللہ بڑی لستان ہو - ہر دعوی کی دلیل موجود ہے لیکن یہ آپکا ذہن رسا -

سین سوم

جمن - اختری - دلشاد

جمن ندرت صاحب تشریف لاتے ہیں۔ (چلا جاتا ہے اور پھر آتا ہے)
اشرف صاحب بھی تشریف لاتے ہیں (جمن جاتا ہے)

دلشاد یہاں اپنا ٹھکانا نہیں (جانے لگتا ہے)

اختری ہیں آپ کدھر جاتے ہیں۔

دلشاد یہاں کیا کروں گا۔ جاتا ہوں۔

اختری نہیں ٹھہریئے۔ اتنی جلدی کیا ہے۔ آگ لینے آئے تھے کیا

دلشاد میں کیوں ٹھہروں۔

اختری میں جو کہتی ہوں۔

دلشاد میرا دل نہیں چاہتا۔

اختری میں تو چاہتی ہوں۔

دلشاد بیگم کیوں تیر پر تیر لگاتی ہو۔ ان کمبختوں کی باتیں سننے کی مجھ میں
تاب نہیں۔ اِن کی بیہودگی کا کوئی جواب نہیں۔

اختری مگر میں جو کہتی ہوں۔

دل شاد یہ ناممکن ہے۔

اختری اچھا آپ کی خوشی تشریف لیجایئے (دلشاد ایک طرف کھڑا ہوجاتا ہے
اشرف۔ ندرت۔ آتے ہیں۔ افضل اور سلیمہ بھی آتے ہیں)

سلیمہ یہ صاحب باغ میں منتظر تھے جمن نے کیا جانے کیا اول جلول بکا۔ انہیں خاک بھی تو سمجھ نہ آیا۔

اختری جمن کرسیاں لاؤ۔ سب صاحب کھڑے ہیں۔

(جمن آتا ہے کرسیاں قرینے سے رکھتا ہے سب بیٹھتے ہیں)

اختری (دلشاد کو دیکھکر) ہیں آپ جانا جانا کر رہے تھے۔ ابھی نہیں گئے آپ؟

دلشاد کیوں جاؤں۔ میں تو بس ایک ہی دفعہ جاؤنگا۔ آج دو ٹوک فیصلہ ہو کر رہے گا۔ آئندہ یہ آئینگے یا میں۔ بس

اختری واہ خوب مذاق نکالا۔ ذرا چُپ ہی رہیئے۔

دلشاد مذاق۔ دل لگی کوئی اور کرتے ہونگے۔ اب دوعملی نہیں رہیگی آج تصفیہ کرنا پڑے گا۔ اب مجھ میں تاب نہیں۔

اشرف (اختری کی توجہ دلاکر) بیگم صاحب میں سیدھا دربار سے آرہا ہوں بھرے دربار میں ٹھاکر رام سروپ نے وہ مضحکہ خیز حرکتیں کیں۔ کہ تمام درباری دانتوں تلے اُنگلی دبائے رہ گئے۔ کیا اُسکا کوئی دوست نہیں۔ جو درباداری کے ابتدائی اصول تو اُسے بتادے

اختری توبہ۔ اس بڈھے طوطے سے کوئی اپنا سر کھپائے۔ آئی دیر شہر میں آئے ہوئی۔ مگر گنوارپن گھٹی میں پڑا ہے جائے تو کیسے جہاں جاتا ہے سب بناتے ہیں۔

ندرت بہری سنئیے۔ راستہ میں وہ باتونی مولوی رفیق مل گیا۔ یقین ملئیے ظالم نے کامل ایک گھنٹہ تک دھوپ میں کھڑا رکھا۔ اور ہوا دار پر سوار نہ ہونے دیا۔

اختری اسکی بک بک۔ جھک جھک سے خدا بچائے۔ لمبی تقریروں میں کوئی کام کی بات بھولے سے بھی نہیں آنے پاتی۔ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کہ وہ بکتا کیا ہے۔ صرف شور سا ہوتا ہے اور کچھ بھی نہیں

سلیمہ (افضل سے) ہمسایوں کا خدا حافظ۔ غیبت اور نکتہ چینی کا دروازہ کھل گیا۔ آغاز تو اچھا ہے۔

اشرف اور ڈنشا پیٹیٹ بھی اپنی وضع کے ایک ہی ہیں۔

اختری وہ تو سر سے پیر تک مجسم راز ہے۔ جب گذریگا۔ تاکتا جھانکتا گردن نیچے ہونے میں ہی نہیں آتی۔ بیکار محض ہے مگر ہر وقت کم فرصتی کا عذر کرتا ہے۔ ہر بات میں بناوٹ۔ ہر حرکت میں تکلف تھوڑی سی ملاقات میں اس سے جی بھر جاتا ہے۔ عام گفتگو کے دوران میں ضرور کسی کے کان میں کچھ کہنے کے لئے

جھلکیگا۔ اور بات کچھ بھی نہیں ہوتی۔ ادنے ادنے چیزوں کو عجائبات روزگار بنا تا ہے اور سلام بھی کرنا ہو تو پاس آکر کان پر

اشرف اور ہمارے سیٹھ اشرفی لال۔

اختری کس خود پسند کا نام لیا۔ اسے ہردم کچے گھڑے کی چڑھی رہتی ہے۔ ہمیشہ اعلیٰ سوسائیٹی کے گرد گھومتا ہے۔ منسٹر کمشنر اور گورنر سے کم رتبہ آدمی کا ذکر تک نہیں کرتا ۔ گویا یہ سب اسکے بے تکلف یار ہیں۔ حکومت نے اسکے مزاج بگاڑ دیئے ہیں۔ اسکی تمام گفتگو گھوڑوں۔ کتوں۔ اور موٹروں تک محدود رہتی ہے۔ خواہ کوئی کتنا ہی معزز یا شریف کیوں نہو۔ مگر وہ اسے "تو" ہی کہکر مخاطب کریگا۔

اشرف سُنا ہے کہ آج کل اسکی رانی لال کور سے گاڑھی چھن رہی ہے

اختری اس نگوڑی کا کیا ذکر۔ اس کے پاس تو دو گھڑی بیٹھنا بھی اجیرن ہو جاتا ہے۔ جب کبھی میرے پاس آتی ہے۔ جان پر بن آتی ہے لاکھ کوشش کرتی ہوں۔ کہ باتوں باتوں میں کوئی ایسی بات پیدا ہو۔ جس میں وہ دلچسپی لے۔ مگر اسے بات کرنے کا سلیقہ ہی نہ ہو۔ تو کوئی کیا کرے۔ معمولی گفتگو سے بھی عاجز ہے خوشگوار موسم۔ زیادہ سردی۔ سخت گرمی۔ کہاں تک کوئی بکا کرے مجبوراً

چُپ ہونا پڑتا ہے۔ اُسکی صحبت میں وقت کاٹے نہیں کٹتا۔ گھڑی دیکھو یا جمائی پر جمائی لو۔ مگر اللہ کی بندی نہایت سکون سے بُت بنی بیٹھی رہتی ہے۔ نہ زبان ہلاتی ہے۔ نہ جانے کا نام لیتی ہے۔

نُدرت کیوں جی بابو بیکناش چندر کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے۔

اختری توبہ توبہ کتنا مغرور۔ خودستائی کے نشے میں جھومتا پھرتا ہے۔ ہمیشہ دربار اور کونسل کا شاکی۔ کوئی دن نہیں جاتا جب کسی نہ کسی کی غیبت نہ کرے۔ چاہے وہ امیر ہو یا وزیر۔ ممبر ہو یا وکیل۔ ہر ایک کی بے انصافی کا دکھڑا روتا رہتا ہے۔

ندرت مگر راجہ لیاٹے چندر جسکی کوٹھی پر ہر ایک جانا فخر سمجھتا ہے۔ اُسکی نسبت آپ کی کیا رائے ہے۔

اختری یہی کہ اُسکا باورچی اپنے کام میں طاق ہے اور لوگ صرف اسکے دسترخوان کو ہی سلام کرنے جاتے ہیں۔

سلیمہ کھانے تو واقعی اُسکے یہاں مزیدار ہوتے ہیں۔

اختری کاش وہ خود دسترخوان پر نہ بیٹھے۔ خود ایسا بے نمک ہے کہ اپنی موجودگی سے تمام کھانوں کا مزا کرکرا کر دیتا ہے۔

ندرت مگر اسکے چچا گنیشا موہن کی لوگ بہت عزّت کرتے ہیں۔ اُسے آپ

کیسا خیال کرتی ہیں۔

اختری وہ میرے دوست ہیں۔

افضل نہائت شریف اور سمجھدار انسان ہیں۔

اختری ہاں۔ مگر اُسکا لیاقت میں دُون کی لینا مجھے گوارا نہیں۔ ہمیشہ اکھڑا اور پُرتکلف رہتا ہے۔ ہر بات میں آورد سے کام لیتا ہے تاکہ جو لفظ منہ سے نکلے لطیفہ ہو۔ جب سے لیاقت کا خبط دماغ میں سمایا ہے۔ کوئی بات اُسے پسند نہیں آتی۔ اسکے خیال میں تعریف کرنا کسی قابل آدمی کے شایان شان نہیں۔ اسکے نزدیک ہر چیز میں عیب نکالنا علم کی علامت اور تعریف کرنا جہالت کی نشانی ہے۔ موجودہ تازہ تصنیفات کو ناپسند کرنا اور اُن پر ناک چڑھانا اپنے کمال کی دلیل سمجھتا ہے۔ معمولی باتوں پر نکتہ چینی کرنے سے بھی نہیں چُوکتا۔ اور کیا مجال کہ کبھی کوئی عام فہم لفظ زبان سے نکالے۔

اشرف راجہ رام پرشاد بالکل اُسی کی تصویر ہے۔

ندرت بیگم ماشاءاللہ خیال نگاری میں خوب ملکہ بہم پہنچایا ہے۔

دلشاد کہے جاؤ۔ میرے درباری دوستو کہے جاؤ۔ دیکھنا کوئی باقی نہ رہ جائے۔ باری باری ہر شخص نظر سے گذرتا جائے۔

OSMANIA LIBRARY HYDERABAD

لیکن جنکی یہ گت بن رہی ہے۔ ان میں سے کوئی یہاں آ نکلے تو تقریر کا پہلو بدلتے دیر نہ لگے۔ ہر ایک استقبال کے لئے بڑھے معانقہ کے لئے ہاتھ پھیلائے۔ اور سچا دوست ہونے کا ادعا کرے۔

اشرف آخر ہم سے جھاڑ کا کانٹا ہو کر لپٹنے کا سبب۔ اگر آپ کو اس گفتگو پر اعتراض ہے۔ تو ان خاتون کو مخاطب کیجئے۔

دِل شاد ہرگز نہیں۔ میرا روئے سخن آپ کی طرف ہے آپ کی تعریف نے اسے غیبت اور عیب جوئی پر آمادہ کیا ہے۔ یہ منفی [illegible] آپ کی مجرمانہ خوشامد سے بھڑکتی ہے اگر آپ درست اور سچی [illegible] اسے تھپکیاں نہ دو۔ تو اسکی یہ نسوانی کمزوری رفتہ رفتہ دور ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ جیسے خوشامد پسندوں نے دُنیا کو گناہوں اور برائیوں کا گہوارہ بنا دیا ہے۔

افضل معاف فرمائیگا فیصلہ! ان لوگوں کی حالت جو ہے وہ سب جانتے ہیں مگر آپ کی عمر بھی تو اسی دشت کی سیاحی میں گذری ہے ماشاء اللہ نکتہ چینی میں آپ بھی کسی سے کم نہیں۔

اختری یہ بھرے اپنی طبیعت سے مجبور۔ ہر بات کی مخالفت کرنا انکی طینت میں پڑا ہے۔ آپ لاکھ سر پٹکیں۔ یہ کسی رائے سے اتفاق

نہ کرینگے۔ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جُدا بنائیں گے۔ نزدیکی ہمت اللہ کی دین ہے اسکی نمائش نہ کریں۔ تو کیا کریں بچارے ہمیشہ سب کے خلاف رائے دیتے ہیں۔ اور ہر وقت اسبات کا کھٹکا لگا رہتا ہے کہ اگر کسی سے اتفاق کر لیا۔ تو کہیں لیاقت پر حرف نہ آجائے۔ یہانتک تردید سے دل بستگی ہے۔ کہ اگر انہیں کی روائیت کوئی اور بیان کردے۔ تو اُسکی بھی تردید کرنے سے باز نہیں رہتے۔

دِل شاد بیگم اسوقت آپ کی کمان چڑھی ہے سب آپکے طرفدار ہیں جو کچھ بھی مجھے کہو۔ چاروںطرف سے درست اور بجا کی صدا آئیگی

افضل لیکن آپ بھی جلتے ہیں۔ خواہ کوئی کچھ بھی کہے۔ آپ آگ بگولا ہو جاتے ہیں اور اپنی مسلمہ بدمزاجی کے طفیل کسی کے عیب یا ثواب کا تذکرہ نہیں سن سکتے۔

دِل شاد اس لئے کہ انسان کبھی راستی پر نہیں ہوتا۔ اور اس کے خلاف غصّہ کا اظہار بالکل معقول ہے۔ کیونکہ ہر بات میں ثابت ہوتا ہے۔ کہ یا تو وہ بے حیا خوشامد پرست ہے۔ یا بے محابا نکتہ چین

اخضری مگر..........

دلشاد آپ لاکھ کہیں۔ ہزار سنائیں۔ میری گردن پر چھری چل جائے۔

تو بڑا نہیں۔ مگر جبتک بولنے کی سکت ہے۔ سچ کہنے سے باز نہ آؤں گا۔ آپ کا سامان تفریح میرے لیے ناقابل برداشت ہے اور یہ حاضرین کی غلطی ہے کہ وہ اختری خانوں کے عیبوں کو اچھا کہتے ہیں جنہیں میں برا سمجھتا ہوں۔

اشرف: اپنی نسبت تو کیا عرض کروں۔ مگر میں پکار کر کہتا ہوں۔ کہ اختری بانو کا دامن تمام عیبوں سے پاک ہے۔

ندرت: ان کا کیا ذکر۔ جن کے دامن پر فرشتے نماز پڑھنے پائیں۔ تو پھولکر آسمان کی خبر لائیں۔ صورت ایسی کہ گویا خدا نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ سیرت ایسی گویا حور نے انسانی جسم پایا ہے۔ اگر ان میں خدانخواستہ کوئی عیب ہو بھی تو مجھے دکھائی نہیں دیتا۔

دلشاد: میں بھی آنکھیں رکھتا ہوں۔ مگر ان کے حسن کی چمک سے چندھیا نہیں جاتی۔ اصول ہے کہ جتنی محبت زیادہ ہو۔ اسی نسبت سے کم خوشامد کرو سچی محبت کسی چیز کو نظر انداز نہیں کرتی۔ میں تو ایسے تمام عاشقوں کو نکال باہر کروں۔ جو ہاں میں ہاں ملانے کے عادی ہوں۔

اختری: مختصر یہ کہ آپ کے نزدیک گویا معشوق سے میٹھی باتیں کرنا اسکے حق میں بس بونا ہے۔ اور محبت کا کمال یہ ہے کہ جسے کوئی چاہے

اُسے ضرور بُرا کہے۔ ایسا بوٹی توڑا مُونچھ مروڑا چُوڑھے میں جاوے جو ایسے دِل لگانیکے لئے طریقہ بتائے۔

سلیمہ سچ تو یہ ہے جسے لوگ چاہتے ہیں۔ اُس کے گُن گاتے ہیں پیارے کے سب عیب پیارے معلُوم ہوتے ہیں۔ عاشقوں کی آنکھیں وہی دیکھتی ہیں۔ جو اُنہیں بھاتا ہے۔ چاہنے والونکو زرد پیلا رنگ سنہری۔ اور کالا رنگ۔ سانولا یا ملیح نظر آتا ہے۔ ان کے نزدیک لاغر اور لکمزور جسم نزاکت کی جان ہے اور موٹا تازہ۔ بھاری بھرکم جاہ و وقار کی علامت ہے سُست اور کاہل کو تغافل شعار کا خطاب دیتے ہیں۔ اور بیوقوف معشوق کے بھولے پن پر پیسے جاتے ہیں۔ پست قد حسینہ شاخِ گل کا جواب ہے۔ اور تاڑ کی طرح لمبی۔ باغ کے تمام سروؤں میں انتخاب ہے۔ عاشقوں کی نگاہ میں چھوٹی چھوٹی آنکھیں نرگس کے پھُول اور پھٹے پھٹے دیدے بادموں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مکاری اور دغابازی شوخی و شرارت کا نام پاتے ہیں۔ اِس طرح لوگ اپنی محبّت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور کرتے رہینگے۔

دل شاد اور میں اب بھی کہوں گا کہ ....

اختری ناحق کیوں بات بڑھاتے ہیں آپ جائیے باغ میں دو تین چاپر لگائیے

(اشرف و ندرت سے)

آپ بھی جاتے ہیں کیا۔

اشرف }
ندرت } نہیں تو۔

دلشاد ان کی جدائی آپ کو بہت پریشان کرتی ہے۔ صاحبو جب جی میں آئے جانا۔ جلدی کونسی ہے۔ مگر یاد رہے۔ میں آپ سے پہلے جانے کا نہیں۔

اشرف مجھے تو آج کوئی کام نہیں۔ اگر بارِ خاطر نہ ہو۔ تو شام تک حاضر ہوں

ندرت یہی حال اس خادم کا ہے۔ ہاں ذرا گھوڑ دوڑ میں جانا ہے (گھڑی دیکھ کر) مگر ابھی کافی وقت ہے۔

اختری (دلشاد سے) یہ صرف ہنسی دل لگی ہے۔

دلشاد شاید آپ مجھے بنا دینا چاہتی ہیں۔ اور چاہتی ہیں کہ میں ہوا کھاتا نظر آؤں۔

سین چہارم

(جمن آتا ہے اور دلشاد سے مخاطب ہوتا ہے)

جمن صاحب ایک آدمی نیچے کھڑا آپ کو پکار رہے ہے۔ کوئی ضروری

سندیسہ لایا ہے

دل شاد اُسے کہدو۔ ضروری غیر ضروری کو اپنے ساتھ لیجائے۔ میں ایک منٹ کے لیے بھی یہاں سے نہیں جاسکتا۔

چمن جناب وہ ایک لال سا بلّہ سینہ پر لٹکائے پھرے ہے بڑے زوروں پہ ہے۔

اختری (دل شاد سے) اجاییئے سُن آیئے کیا کہتا ہے۔ یا انہیں بُلا لیجئے۔

(چمن جاتا ہے۔ چپراسی آتا ہے)

دل شاد کیا ہے۔

چپراسی علیحدہ چلیئے تو خلوت میں عرض کروں۔

دلشاد نہیں جو کچھ کہنا ہو۔ برملا کہو۔

چپراسی تو سُنئیے۔ ضلعدار صاحب فوراً آپ کو طلب کرتے ہیں۔

دلشاد کسے مجھے۔

چپراسی جی ہاں۔ آپ کو۔

دلشاد آخر کیوں۔

افضل بس وہی مقصود کی غزل رنگ لائی ہے۔

اختری کیا بات ہے۔

افضل آج مقصود نے انہیں اپنی غزل سُنائی۔ انہوں نے وہ پھر یاد

سُنائیں۔ کہ بیچارہ اپنا سا مُنہ لیکر رہ گیا۔ وہ مجسٹریٹ کے پاس گیا ہوگا۔ اب اُنھوں نے بلایا ہے کہ معاملہ رفع دفع ہو جائے

دلشاد میں کبھی غلاموں کی طرح سر نہ جھکاؤنگا۔

افضل مگر حکمنامہ کی تعمیل ناگزیر ہے۔ چلئے چلیئے۔ ایسا نہ ہو معاملہ طول پکڑ جائے۔

دلشاد تو کیا ہوگا۔ کیا جج کے حکم سے میں اُن شعروں کی تعریف کرونگا میں تو ایک لفظ بھی واپس نہیں لینے کا۔ یہی کہوں گا۔ کہ یہ غزل سراسر پوچ ہے۔

افضل مگر ذرا نرمی سے۔

دلشاد نرمی کی گنجائش نہیں۔ شعر نہایت بیہودہ ہیں۔

افضل ذرا دل پر جبر کرکے نرم ہو جائیے۔ آیئے چلیں۔

دلشاد جبتک کہ خود شاہنشاہ کا حکم نہ آئے کہ اِس غزل کی تعریف کیجائے میں یہی کہونگا کہ اسکا ہر شعر لچر ہے اور انکا لکھنے والا پھانسی پانیکا سزاوار ہے (ندرت اور اشرف ہنستے ہیں) بھلا یہ دانت نکالنے کا کونسا محل تھا۔

اختری قدم بڑھائیے۔ دیر ہو جائیگی۔

دلشاد بیگم جاتا ہوں لیکن جو بحث شروع کی ہے اُسے ختم کرنیکے لئے ابھی حاضر ہوتا ہوں

ایکٹ سوم

سین اوّل

(ندرت - اشرف)

ندرت نواب صاحب - میں دیکھتا ہوں - کہ اسوقت اطمینان قلب کی تجلی سے آپ کا چہرہ چمک رہا ہے - ہر بات آپکے لئے پیغام مسرت لاتی ہے اور کوئی امر پریشانی خاطر کا باعث نہیں ہوتا - کیا آپ کو یقین ہے کہ اس طرح شاد و مسرور ہونے کی کوئی معقول وجہ ہے -

اشرف اپنی حالت پر نگاہ کرکے مجھے کوئی وجہ پریشانی نظر نہیں آتی عالم شباب میں دولت بیحساب ہے - خاندان کی شرافت سے کسی کو یارا ئے انکار نہیں - بزرگوں کے قدموں کے طفیل عہدہ بھی وہ ملا ہے - جو میری قابلیت سے بہت بلند ہے - رہی شجاعت جو سب سے بہتر چیز ہے - تو دنیا بہتر جانتی ہے - اپنے منہ سے کیا کہوں - میری قوتِ بازو اور استقلال کا کون

قایل نہیں۔ ظرافت میں بھی بندہ کسی سے کم نہیں۔ طبع خداداد کی برکت سے بلا زحمت مطالعہ ڈراموں پر تنقید کر سکتا ہوں۔ جب میں تھیٹر میں اپنی رائے کا اظہار کرتا ہوں۔ تو سب تماشے کو چھوڑ چھاڑ کر میری طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ مجھ میں عقل ہے۔ شعور ہے۔ اس پر طرّہ یہ کہ اخلاق اچھے۔ شکل نظر فریب۔ موتی سے دانت۔ بلند بالا قد اور دیدہ زیب لباس۔ اسلئے ہر شخص مجھے چاہتا ہے۔ جنس لطیف کا کہنا ہی کیا۔ اور شاہ کی بندہ نوازی آپ پر خوب روشن ہے۔ نواب صاحب آپ ہی فرمایئے کہ باوجود اس فراوانی نعمت کے اگر میں قناعت نہ کروں تو زیبا ہے؟

ندرت: سچ ہے۔ لیکن یہ کیا بات ہے۔ کہ آپ ہر جگہ کامیاب رہتے ہیں۔ مگر یہاں ہمیشہ ٹھنڈے سانس بھرتے نظر آتے ہیں۔

اشرف: ہیں اور ٹھنڈے سانس؟ کیا فرمایا آپ نے۔ یہاں وہ دل ہی نہیں۔ جو کسی موہنی کے ناز اٹھاتا پھرے۔ یا کسی کی تغافل شعاری کا شکار ہو جائے۔ حسینوں کے سامنے پانی بھرنا۔ اُن کے پاؤں دبانا اور رونا دھونا معمولی اور بد خلق لوگوں کو مبارک ہو۔ مگر نواب صاحب میری وجاہت سے

اصحاب کسی کی نگاہ لطف کے منت کش نہیں ہوسکتے۔ خواہ خواہ کوئی کیسی ہی ماہ جبین کیوں نہ ہو۔ مگر ہمارے دل کی بھی تو آخر کچھ غنیمت ہے۔ ایسے مال کے خریدنے کے لئے اسے بھی کچھ خرچ کرنا پڑے گا۔

ندرت تو یہاں آپکو کوئی مزید خواہش نہیں۔

اشرف میرا تو یہی خیال ہے۔

ندرت نواب صاحب! مناسب ہے کہ آپ یہ خیال خام دل سے نکالدیں۔ میرے عزیز دوست آپ خودستائی کے چکروں میں پڑے اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ دیکھئے نوابصاحب۔ آپ اس محبّت کے معاملہ میں صاف دلی سے کام کریں۔ اور ایک بات مان لیں کہ اگر ہم دونوں سے کوئی اسکی زیادہ نظر عنائت اور محبت کا ثبوت دے۔ تو دوسرا اُس کے حق میں دست بردار ہو جائے۔ اور اسطرح رقابت کا اندیشہ نہ رہے۔

اشرف یہ تجویز معقول ہے۔ اور مجھے تہ دل سے قبول ہے۔

سین دوم

اختری - اشرف - ندرت

اختری اُدی آپ یہیں ہیں - ابھی تک۔

ندرت محبت کی زنجیر پاؤں میں پڑی ہے۔

اختری بیٹے ابھی - ابھی ایک گاڑی کے آنے کی آواز سُنی - آپ
جانتے ہیں کون ہے اس میں۔

ندرت نہیں - تو

سین سوم

(اختری - اشرف - ندرت - جمن

جمن زبیدہ بیگم آپ سے ملنے آتی ہیں۔

اختری اُسے مجھ سے کیا کام

جمن سلیمہ خانم اُس سے باتیں کر رہی ہیں - (چلا جاتا ہے)

اختری اُسکے دماغ میں کیا سمائی - جو امرہ سر آن ٹپکی

اشرف ظاہری دینداری پر مرتی ہے۔ جلے پاؤں کی بلی گھر گھر نصیحت بانٹتی پھرتی ہے۔ اور اس سرگرمی سے......

اختری بیشک سراسر ریاکار ہے۔ ہم سے بدتر دنیا دار ہے اور اس خیال خام میں پڑی ہے۔ کہ کوئی چاہنے والا ملجائے تو شادی رچائے دوسرے کے عاشقوں کو للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھتی ہے جب کوئی اسکی بات نہیں پوچھتا۔ تو زمانہ بھر کی جلی کٹی سناتی ہے۔ پرہیزگاری کے پردے میں دل کی لگی کو چھپائے پھرتی ہے۔ پرلے درجے کی دل پھینک ہے۔ اور دلشاد پر تو اسکی آنکھ ہے۔ اسکا مجھ سے ملنا جلنا اسے ایک آنکھ نہیں بھاتا ہمیں ہنستے بولتے دیکھکر اسکے سینہ پر سانپ لوٹ جاتا ہے۔ بینے ایسی بیہودہ بڑھیا آجتک دیکھی نہ سنی۔ اور

سین چہارم

زبیدہ - اختری - اشرف - ندرت

اختری آخاہ۔ آج یہ چاند کدھر نکل آیا۔ بڑی عمر ہے آپ کی۔ ابھی ابھی آپ ہی کا ذکر خیر تھا۔

زبیدہ بہن فرض نے مجبور کیا۔ وہ ایک نصیحتیں کرنے آئی ہوں۔
ندرت مجھے نیاز حاصل کرنے سے خاص مسّرت ہوئی۔

(ندرت اور اشرف چلے جاتے ہیں)

زبیدہ شکر ہے یہ تشریف شریف لے گئے۔
اختری تشریف رکھیئے۔
زبیدہ نہیں کیا ضرورت ہے۔ بہن سہیلی وہی جو آڑے وقت کام آئے اور ان باتوں کا خیال رکھے۔ جو ہمیں عزیز ہیں۔ ہمارے لیئے عزت آبرو سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے۔ یہی خیال اسوقت مجھے یہاں کھینچ لایا۔ جس کا تعلق آپ کی آبرو سے ہے۔ کل میں چند نیک بختوں سے ملنے گئی۔ باتوں باتوں میں آپ کا ذکر آ گیا مجھے افسوس ہوا جب انہوں نے آپ پر طوفان باندھنے شروع کیئے۔ ان خدائی خواروں کا یہیں ڈھیر ہوئے رہنا اور آپ کی آزاد آئی وضع پر وہ وہ باتیں بنایئں کہ خدا کی پناہ۔ میں نے آپ کی حمایت میں تسمہ نہ لگا رکھا۔ اور ان سے کہا کہ میں جانتی ہوں۔ کہ آپ کا دل پاک اور ارادے نیک ہیں۔ مگر جب سب چلا کر میرے گلے کا ہار ہوگیئں۔ تو آپ جانتی ہیں۔ اکیلا چنا کیا بھاڑ پھوڑ سکتا ہے۔ اپنا سا منہ لیکر رہ گئی مجھے دل پر سل رکھکر ماننا پڑا

کہ آپ کی بُود و باش کا طرز اچھا نہیں۔ لوگوں کی زبان کون پکڑ سکتا ہے طرح طرح کی تہمتیں لگاتے ہیں عجیب عجیب کہانیاں سُناتے پھرتے ہیں۔ میں جانتی ہوں کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ مگر لوگوں کو کیسے یقین آسئے۔ وہ جو دیکھتے ہیں۔ اُسی سے اندازہ لگاتے ہیں۔ دل کا حال اُنہیں کیا معلوم۔ بہن آپ بُرا نہ مانیں میں نے جو کچھ کہا۔ آپ کے بھلے کے لئے کہا۔

اختری کس زبان سے آپکا شکریہ ادا کروں۔ اس نصیحت کا احسان میرے اُتارے نہ اُتریگا۔ توبہ توبہ آپ تو کانٹوں میں گھسیٹتی ہیں۔ بھلا اس میں بُرا ماننے کی کون بات ہے۔ اس کے شکریہ میں آپ کو ایک عجیب بات سُناتی ہوں۔ اور مزا یہ ہے کہ اسکا تعلق آپکی آبرو سے ہے۔ یہ باتیں سُنانا ہر سہیلی کا فرض ہے۔ اگلے دن کی بات ہے۔ کہ میں ایک جگہ گئی۔ وہاں بڑا پاکیزہ مجمع تھا۔ کسی شخص کی پرہیزگاری کے ذکر میں آپ کا نام آگیا۔ بس پھر کیا تھا سب نے آپ کی ظاہری دینداری اور نمائیشی جوش کی دھجیاں اُڑادیں۔ سنجیدہ وضع کا چربہ اُتارنا۔ آبرو اور تآل اندیشی پر لمبی لمبی تقریریں کرنا معمولی لفظی غلطیوں پر آسمان سر پر اُٹھا لینا۔ اپنے آپ کو سب سے نیک خیال کرنا۔ دوسروں کو حقیر اور

قابل رحم جاننا۔ بے ضرر اور بے عیب بانوں پر حرف رکھنے کی کوشش کرنا
یہ تمام عیب ہُوا بالاتفاق آپ سے منسوب ہو گئے ہیں۔ بعض کہنے
لگے۔ کہ اگرچہ آپ کوئی نماز قضا نہیں ہونے دیتیں۔ مگر نوکروں کو
کبھی تنخواہ نہیں ملتی۔ اور جب وہ مانگتے ہیں تو پیٹ جاتے ہیں
معبدوں اور خانقاہوں میں سب سے پہلے پہونچتی ہیں۔ مگر سرمہ لگا کر
مسی کی دھڑی جما کر۔ غازہ منہ پر تھوپ کر۔ تاکہ غلطی سے حسین
اور جوان معلوم ہوں۔ جہاں تک مجھ سے بن آیا۔ میں نے ایک ایک
کے دانت کھٹے کئے اور بڑے زور سے کہا۔ کہ یہ سراسر افترا
بالکل بہتان ہے لیکن عام رائے میرے خلاف تھی۔ اور آخر
نتیجہ یہ نکالا گیا۔ کہ آپ کے لئے بہتر ہے کہ آپ پرائی آگ میں نہ
پڑا کریں۔ اور اپنی اصلاح کی فکر کریں۔ اور یہ کہا کہ ہمیں دوسروں کو
متہم کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈالنا چاہیئے۔ اور جو
کسی کو کہیں پہلے خود اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ مختصر یہ کہ تبلیغ کے
فرائض انہیں کے پاس رہیں۔ جنہیں خدا نے اس کام کے لئے
پیدا کیا ہے۔ بہن آپ برا نہ مانیں۔ میں نے تو جو کچھ کہا۔ آپ کے
بھلے کے لئے کہا۔

زبیدہ میں جانتی ہوں کہ نصیحت کر دی ہوتی ہے مگر مجھے شان گمان بھی

نہ تھا۔ کہ آپ مجھے اس طرح چوٹی سے پکڑ کر گھسیٹنگی۔ آپ کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ میری نصیحت سے آپکے دل کو صدمہ پہنچا ہے۔

اختری میرے دل پر اس کے برعکس اثر ہوا۔ میں تو خدا سے چاہتی ہوں کہ یہ باہمی نصیحت کا شیوہ رواج میں داخل ہو جائے تاکہ چند دنوں میں خود پسندی کا مرض جاتا نظر نہ آئے۔

زبیدہ بہن۔ آپ کے خلاف تو کچھ نہیں۔ میں ہی گنا ہوں اور عیبوں کے بارے دبی جاتی ہوں۔

اختری میرے نزدیک تو ہر چیز کی تعریف اور مذمت ہو سکتی ہے اور ہر بات کو مذاق اور وقت کے لحاظ سے درست کہہ سکتے ہیں۔ شباب کے ارمان نکالنے کا اور وقت ہے ۔ زاہد بننے کا اور جب شباب جواب دیجائے۔ تو بگلا بھگت بننا معنے رکھتا ہے۔ ممکن ہے کہ کسی دن مجھے بھی آپ کی تقلید کرنا پڑے یہ سب باتیں سن وسال سے تعلق رکھتی ہیں۔ بہن آپ بھی تسلیم کرینگی۔ کہ بیس سال کی عمر میں زہد و اتقا کی لینا مسخرہ پن ہے۔

زبیدہ آپ اس معمولی بات پر کیوں اتراتی ہیں۔ کمسنی کا ڈھولک کہ مجھے

پر چڑھکر سجایئے۔ تب اشتہار پروان چڑھے گا۔ بیگم میری اور آپ کی عمر میں کوئی اتنا فرق بھی نہیں۔ پھر میں نہیں جانتی۔ آپ کیوں اتنا سر چڑھکر بولتی ہیں۔ اور مجھے بُرا بھلا کہتی ہیں۔

اختری میں بھی نہیں جانتی۔ آپ کیوں ہر جگہ مجھے رسوا کرتی پھرتی ہیں۔ اور اپنا دُکھڑا میرے سامنے لے بیٹھتی ہیں۔ اگر آپ کو کوئی محبت بھری آنکھ سے نہیں دیکھتا۔ تو میرا کیا قصور۔ اگر مجھے دیکھکر کوئی جذبہ محبت سے سرشار ہو جائے۔ اور وہ باتیں مجھ سے کہے جن کے سننے کے لئے آپ کے کان بجتے رہتے ہیں تو بتلائیے میں کیسے روکوں۔ کون منع کرتا ہے ۔ آپ بھی شوق سے کوئی ایسی بات پیدا کریں۔ جو سب پکے ولگے سے بندھے چلے آئیں۔

زبیدہ افسوس آپ سمجھی تو کیا سمجھی۔ میری اس سے۔ آپ کے سینکڑوں طلبگار رہوں۔ میں جانتی ہوں۔ کہ ان نگوڑوں کے لئے کتنا بدنام ہونا پڑتا ہے۔ کیا آپ سمجھتی ہیں۔ کہ یہ پروانے آپ کی رخساروں کے جوت پر قربان ہونے آتے ہیں۔ اور اُن کے دل میں عشق

صادق کے جذبات موجزن ہوتے ہیں۔ بُوا ُ ٹنہ دھو رکھو۔ دُنیا اتنی اندھی نہیں۔ وہ جانتی ہے کہ بہت سی قابل پرستش عوانتیں کس مپرسی کی حالت میں پڑی ہیں۔ اور وہ اس سے معاملہ کی تہ کو پہنچ جاتی ہے۔ کسی کا دل یُونہی ہاتھ میں نہیں آتا۔ بُوا اس جھوٹی فتح پر پھُول نہ جانا۔ ذرا گلِ رخسار کو زمانہ کے کانٹے میں رکھکر دیکھو۔ تو معلوم ہو کہ اس کا رنگ کس قدر ہلکا ہے۔ اگر اللہ نہ کرے۔ مجھے آپ کا حسد ہوتا۔ تو آپ کی طرح شرم وحیا کی چادر اُتار کھیلتی۔ اور آپ دیکھ لیتیں۔ کہ کس طرح ہمارے گرد بھی مردوں کا جمگھٹا لگا رہتا ہے۔

اختری۔ بہن کون مانع ہے۔ ذرا ہم بھی دیکھیں آپکی کامیابی کی بہار۔

زبیدہ اب جانے دیجیئے۔ ان باتوں میں کیا رکھا ہے۔ کہیں بات نہ بڑھ جائے۔ میں تو کبھی کی چلی گئی ہوتی۔ مگر کمبخت گاڑی نہیں آئی۔ ابتک۔

اختری تو کیا ہُوا۔ آپ کا گھر ہے۔ جبتک جی میں آئے بیٹھیئے۔ اگر میری باتوں سے آپ کے کان پک گئے ہوں۔ تو بیٹھیئے حسنِ اتفاق۔ یہ وقت پر آئے۔ اور آپ کو مجھ سے بہتر خوش کر سکیں گے۔

سین پنجم

اختری زبیدہ دلشاد

اختری دلشاد۔ بہنے دو ایک ضروری چٹھیاں لکھنی ہیں۔ ذرا ان کے پاس بیٹھیے اور اِن کا دل بہلایئے۔ آپ اس گستاخی کو معاف فرمائینگی بہن۔

سین ششم

دلشاد۔ زبیدہ

زبیدہ بہنے جبتک میری گاڑی نہ آئے۔ آپ کے دل بہلانے کی خدمت میرے ذمہ ہے۔ اِس سے زیادہ دلچسپ کام میرے لئے کیا ہوسکتا ہے۔ اہلِ ہنر کی عزت ہر ایک کا فرض ہے۔ مگر آپ میں تو کچھ عجیب کشش ہے کہ میرا دل آپ کی طرف کھنچا جاتا ہے اور تعظیم و تکریم سے معمور ہے۔ کاش کہ دربار آپکی قابلیت کی قدر کرتا۔ آپ کی شکایت بجا ہے اور مجھے جب

کبھی اِس تساہل کا خیال آتا ہے۔ آپے سے باہر ہو جاتی ہوں

دلشاد میرے لئے! اگر کس وجہ پر۔ بیٹے دربار کی کونسی خدمت کی ہے
ذرا فرمائیے بیٹے ایسا کونسا قلعہ فتح کیا ہے کہ مجھے شکایت ہو۔

زبیدہ دربار کا فیض عام کسی خدمت گذاری پر موقوف نہیں۔ وہاں تو
بس موقع اور رسوخ ہی کی ضرورت ہے اور آپ میں جو ہزار ہا
اوصاف ہیں اُنہیں دیکھ کر........

دلشاد میرے اوصاف کو رہنے دیجئے۔ دربار اسقدر بیفائدہ خرچ کیسے
برداشت کر سکتا ہے۔ وہ اِس بھڑوں کے چھتے کو چھیڑ کر
کیوں زندگی حرام کرے۔ اور اگر وہ ہر ایک کی لیاقت کا صلہ
دینا چاہے۔ تو اُسکی مشکلات کی کوئی حد نہ رہے۔

زبیدہ لیاقت چھپی رہ سکتی ہے کہیں۔ ایک نہ ایک دن چمک اُٹھیگی
چند حلقوں میں آپکی قابلیت کی دھوم ہے اور کل میرے روبرو
دو بڑے آدمیوں نے آپ کی ازحد تعریف کی۔

دلشاد بیگم اِس زمانہ میں سب یکساں ہیں۔ سب کی تعریف ہوتی ہے۔ ہر
شخص کو زبردستی قابل بنایا جاتا ہے۔ اِس لئے آجکل کی تعریف
عزت کا باعث نہیں ہو سکتی۔ ہمیں تعریفوں سے کچلا جاتا ہے
جو ملتا ہے تعریف کا پتھر ہمارے منہ پر پھینک مارتا ہے۔ نوبت

یہاں تک پہنچی ہے۔ کہ میرا نوکر بھی نہیں بچا۔ کل اُسکا ذکر بھی اخبار میں آ ہی گیا۔

زبیدہ میں تو چاہتی ہوں۔ آپ دربار میں کوئی عہدہ قبول کر لیں۔ تاکہ سب کو معلوم ہو جائے۔ کہ آپ کس دل و دماغ کے انسان ہیں آپ ذرا ایسا کریں۔ تو بہت سے با اثر اصحاب آپ کے لئے جان لڑانے اور راستہ نکالنے کے لئے تیار ہیں۔

دلشاد مگر بیگم۔ میں دربار میں جا کر بناؤنگا کیا۔ میں طبعاً درباروں ہی سے گریز کرتا ہوں۔ قدرت نے مجھے وہ دل ہی عطا نہیں کیا۔ جو ایسی فضا میں تڑپ سکے۔ مجھ میں وہ بات نہیں جسکے طفیل دربار میں جا کر کوئی کچھ بن سکتا ہے۔ سچ کہنا اور منہ پر کہنا میری سب سے بڑی قابلیت ہے۔ جب کسی سے ہمکلام ہوتا ہوں تو اُسے اُلو بنانے کے لئے اُسکی حسب خواہش باتیں نہیں بنا سکتا۔ اور جس شخص میں اپنے خیالات چھپانے کا وصف نہ ہو۔ اُسکی حالت دربار جیسی جگہوں میں "اگر ماند شبے ماند" کی مصداق ہوتی ہے۔ یہ سچ ہے اگر دربار سے تعلق نہ ہو۔ تو ہماری وجاہت میں فرق آتا ہے۔ اور خطابات سے محروم رہتے ہیں۔ مگر ایک تسکین دل کو حاصل ہوتی ہے۔ کہ ہر روز گدھا

سہنے کی زحمت نہیں اُٹھانی پڑتی۔ آج خندہ پیشانی سے اُسکی
گالیاں سنو۔ کل اُسکی غزل کی تعریف کرو۔ شام کے دربار میں
کسی فرتوت خاتون کے حسن کی شان میں قصیدہ کہو۔ اور رات کو گھر آؤ
تو کسی امیر کی بے معنی تصنیف پر تقریظ لکھو۔ بیگم صاحبہ
دربار میں نہ جانے سے ان سب عذابوں سے تو نجات ملجاتی ہے

زبیدہ۔ آپ کو یہ موضوع پسند نہیں تو آیئے اور باتیں کریں۔ لیکن
میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتی۔ کہ آپنے دل دینے میں بہت
کوتاہ اندیشی سے کام لیا ہے۔ اور خدا لگتی کہوں آپ نے شخص کو
اچھا انتخاب کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ جس سے آپ محبت کرتے
ہیں۔ وہ آپ کے قابل نہیں۔

دلشاد۔ بیگم۔ شاید آپ کو خیال نہیں رہا۔ کہ وہ آپ کی سہیلی ہے۔

زبیدہ۔ مجھے سب یاد ہے۔ مگر میری ضمیر اس ظلم کو برداشت نہیں
کر سکتی۔ جس حالت میں آپ ہیں۔ وہ میرے لئے اسقدر رنجدہ
ہے کہ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں۔ کہ آپ کی دلربا نے آپ سے
فاش بیوفائی کی ہے۔

دلشاد۔ آپ کی توجہ کا ممنون ہوں۔ ایسی اطلاع عاشق کے لئے بہت
قیمتی ہوتی ہے۔

زبیدہ — وہ میری سہیلی ہے اور مجھے یہ کہنے شرم آتی ہے کہ وہ آپ سے عزت دار کی محبت کے ناقابل ہے۔ کیونکہ اسکی ساری محبت محض دھوکا ہے۔

دل شاد — ہو سکتا ہے۔ کیونکہ دل کا حال خدا ہی جانتا ہے۔ لیکن آپکے شایانِ شان نہ تھا۔ کہ اس قسم کے شبہات میرے دل میں پیدا کریں

زبیدہ — اگر آپ اسی مغالطہ میں پڑے رہنا چاہتے ہیں۔ تو بہتر میں کچھ نہیں کہتی۔

دل شاد — نہیں بیگم یہ بات نہیں۔ لیکن اِن معاملات میں شبہ سے بدتر کوئی چیز نہیں ہوتی۔ اور میں ایسا بیان پسند کرتا ہوں جس کا کوئی ثبوت ہو۔

زبیدہ — یونہی سہی۔ میں سب کچھ روشن کردونگی۔ اور آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لینگے۔ ذرا میرے غریب خانہ تک تکلیف فرمایئے وہاں میں آپ کی معشوقہ کی بیوفائی کا بیّن ثبوت دکھا دونگی اور اگر اِس کے بعد آپکو دل لگانے کی تمنا رہیگی۔ تو ہم سنا سب انتظام کردیں گے۔

ایکٹ چہارم

سین اوّل

افضل ۔ سلیمہ

افضل ایسا خود سر انسان شاید ہی اِس سے پہلے دُنیا میں آیا ہو۔ اُنکی مصالحت کرانے میں اسقدر دقت واقع ہوئی۔ کہ کچھ نہ پوچھیے دلشاد کی زبان سے جو نکل چکا تھا۔ اُسی پر قایم رہا۔ ایسا لغو جھگڑا اور اُسپر یہ اصرار کہ نہ جج کی بھی نہیں سُنتے۔ کہنے لگے۔ حُضرت اور جو آپ فرمائیں۔ میرے سر آنکھوں پر۔ لیکن اپنے قول سے نہیں پھر سکتا۔ اہیں بگڑنے کی کونسی بات ہے۔ اور تلافی کی کیا حاجت۔ اگر وُہ غزل کہنے پر قادر نہیں تو کیا اِس سے اُن کی شان میں فرق آسکتا ہے۔ جب اُن کے خیال میں میری رائے کی کوئی وقعت ہی نہیں۔ تو اِسکے اظہار کے لئے کیوں بے چین ہیں۔ بغیر اچھے شعر کہنے کے یہ نہایت

شریف انسان ہو سکتے ہیں۔ عزت کو ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ میرے دل میں ان کی بہت عزت ہے۔ یہ اعلیٰ خاندان سے ہیں۔ لائق ہیں۔ بہادر ہیں۔ لیکن بہت بُرے مُصنّف ہیں۔ اگر آپ چاہیں میں ان کی خوش پوشی فیاضی اور شہسواری کی تعریف کرسکتا ہوں۔ لیکن ان کے اشعار کے بارے میں پھر کہوں گا۔ کہ جب ہم اچھا نہ لکھ سکیں تو اسکا خیال تک نہ کریں"۔ القصتہ بہت مغز مارنے کے بعد دبی آواز سے کہنے لگے "جناب مجھے افسوس ہے کہ میں جلد کسی بات کو پسند نہیں کرتا۔ اور آپ کی خاطر میری عین آرزو ہے۔ کہ میں آپ کی غزل کو بہتر خیال کرتا"۔ اسپر جج نے کارروائی کو جلدی سے ختم کیا۔ اور دونو کو گلے ملا دیا۔

سلیمہ بعض اوقات وہ عجیب حرکتیں کرتے ہیں۔ پھر بھی میں انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہوں۔ اسطرح صداقت کا دم بھرنا بڑے دل گردے کے انسان کا کام ہے۔ آجکل یہ وصف بہت کچھ مِٹ چکا ہے میں تو چاہتی ہوں۔ ہر شخص اسی رنگ میں رنگا جائے۔

افضل حیران ہوں کہ یہ جذبہ ان کے دل پر اتنا حاوی کیسے ہو گیا۔ یہی طبیعت اور محبت اور وہ بھی اختری سے ہمیں تو اسکے سمجھنے سے قاصر ہوں

سلیمہ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دِل ملنے کے لیے طبائع کا ملنا لازم ملزوم نہیں۔ اِس مثال سے اِن تمام کہانیوں کی تکذیب ہوتی ہے۔ جن میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ محبت اُنس سے پیدا ہوتی ہے۔

افضل یہ تو کہیئے کیا اختری بھی اُنہیں چاہتی ہے۔

سلیمہ اِس سوال کا جواب دینا آسان نہیں۔ کبھی وقت وہ محبت کرتی ہے اور اُسے معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کیا کر رہی ہے بسا اوقات اُسکا دل محبت سے خالی ہوتا ہے مگر اُسے عشق سے معمور جانتی ہے در اصل اُسے خود اپنے دل کی کیفیت کا علم نہیں

افضل مجھے اندیشہ ہے کہ میرے دوست کو اختری کے ہاتھوں توقع سے بڑھکر صدمہ نہ پہونچے۔ اگر وہ میرے کہنے پر عمل کریں تو کہیں اور دل لگائیں۔ اور نئے انتخاب میں آپ کے لطف و کرم کی قدر کریں۔

سلیمہ اگر میرے اختیار میں ہو تو میں ابھی اُنکی شادی کرادوں۔ لیکن اگر یہ بیل منڈھے نہ چڑھی۔ جیسا کہ ہوتا نظر آتا ہے اور اُن کا کوئی رقیب کامیاب ہو گیا۔ تو مجھے دلشاد کی محبت قبول کرنے سے انکار نہ ہوگا۔ اور اس بات سے کبھی بیکل نہ ہوا کرونگی۔ کہ اُنہیں کسی نے اپنی چوکھٹ سے دھتکار دیا تھا۔

افضل میں بھی بیگم آپ کو اِن پر مہربان پاتا ہوں۔ مگر ٹھنڈے دل سے

برداشت کرتا ہوں۔ لیکن اگر دلشاد کی اختری سے شادی ہوجائے
تو میری خوش قسمتی ہو گی۔ اگر آپ اُن آنکھوں سے مجھے دیکھیں
جو آجکل دلشاد کے دیکھنے کے لئے وقف ہیں۔ اور جب آپ
انہیں بھول جائیں۔ تو آپ اِس محبّت کو میرے حق میں منتقل کر دیں

زبیدہ افضل مجھے بنا تو نہیں رہے کہیں۔

افضل توبہ توبہ۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ میں تو وہی کہہ رہا ہوں۔ جو میرے دل میں ہے

سین دوم

دلشاد سلیمہ افضل

دلشاد اٹھو۔ اٹھو۔ میری مدد کے لئے اٹھو۔ میری وفا کے خون کا انتقام لینے کے لئے اٹھو۔

سلیمہ کیا ماجرا ہے۔ کس نے آپ کا دل دکھایا۔

دل شاد کیا کہوں جان پر صدمہ ہے۔ روح پر صدمہ ہے۔ مجھ میں بات کرنیکی سکت نہیں۔ اگر آسمان بھی مجھ پر ٹوٹ پڑتا۔ تو اسطرح نہ کچل سکتا۔

سلیمہ حوصلہ کیجئے اور بتایئے۔۔۔۔۔

دل شاد — او خدا کیا تو نے اِن ماہ جبینوں کے سینوں کو بدیوں کا مخزن بنایا ہے

سلیمہ — مگر کچھ کہیئے تو سہی۔

دلشاد — کیا کہوں۔ قصّہ ہی تمام ہو گیا۔ مجھے دھوکا دیا۔ میرے ارمانوں کو خاک میں ملایا۔ سلیمہ تو آپ باور کرینگی۔ اختری نے مجھے جل دیا۔ وُہ بے وفا نکلی۔

سلیمہ — اس کا کوئی ثبوت۔

افضل — شاید یُونہی شبُہ سا ہو گیا ہو۔ اور رشک نے تخیّل کو اُکسا کر کچھ کا کچھ سامنے لا کھڑا کیا ہو۔

دل شاد — للہ۔ آپ اپنے کام سے کام رکھیں۔ میرے معاملات میں دخل نہ دیں۔ (سلیمہ سے) خود اُسکی تحریر کا میرے پاس ہونا اُسکی بے ایمانی کا کافی ثبوت ہے مسعود کے نام اُسکا خط ہے جسنے مجھے بدنام اور اُسے تمام دُنیا میں رُسوا کر دیا ہے۔ کون مسعُود جسکی طرف کبھی اُس نے آنکھ بھر کر بھی نہ دیکھا تھا۔ اور سب رقیبوں میں سے جس کا مجھے کم اندیشہ تھا۔

سلیمہ — خط سے مغالطہ بھی ہو جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ وُہ ایسی گناہگار نہ ہو جیسا کہ قرائن سے پایا جاتا ہے۔

دل شاد — آپ میرے شریک حال ہو جایئے۔ میں آپکے پاس فریاد لیکر آیا ہوں اِس غم جانگداز میں صرف آپ مجھ سے ہمدردی کر سکتی ہیں اپنی

اس مکار اور ناشکر گذار عزیزہ سے میرا بدلا بیجئے جس نے ایسی سچی محبت کو ٹھکرایا جس سے آپ کو بھی رنج ہُوا ہو گا۔

سلیمہ میں انتقام لوُں ؟ وُہ کیسے۔

دِل شاد میری محبت قبُول کر کے۔ میرے دل کو اپنے ہاتھ میں لیکر۔ صرف اِس طرح میرا دِل ٹھنڈا ہو سکتا ہے۔ وُہ دیکھے اور جلے۔ کہ اُس نے کیسی سچی محبت۔ مکمل اُلفت۔ پُرادب توجہ۔ سرگرم پرستش اور لازوال وفا کو ہاتھ سے کھویا ہے۔

سلیمہ اِس مصیبت میں مجھے آپ سے غائت درجہ کی ہمدردی ہے اور میں آپکے ہدیہ محبت کو حقیر خیال نہیں کرتی۔ تاہم قصُور اتنا نہیں جتنا آپ خیال کرتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ مزید غور پر انتقام لینے کا ارادہ بدلجائے۔ جب محبُوب سے کوئی صدمہ پہنچتا ہے۔ تو آدمی طرح طرح کے منصُوبے بناتا ہے لیکن جلد ہی اس سارے واقعہ کو بھُول جاتا ہے۔ قطع تعلق کے مضبوط دلائل سپاٹ ہو جاتے ہیں۔ پُر قصُور معشوق معصُوم نظر آتا ہے اور اسے سزا دینے کا خیال حرفِ غلط کیطرح محو ہو جاتا ہے۔ عاشق کے غصہ کی کیا حقیقت ہوتی ہے سب جانتے ہیں۔

دل شاد میرا ارادہ کبھی نہیں بدل سکتا۔ قطع تعلق کے بغیر چارہ نہیں۔ اگر

میں پھر اس سے محبت کروں۔ تو مجھ سے بڑھکر زدیل اور کوئی نہوگا دیکھئے وہی آرہی ہے اُسے آتے دیکھکر آتش غضب زیادہ بھڑک اُٹھی ہے بیں وُہ طعن پرطعن کروں گا۔ اور ایسا پریشان کرونگا۔ کہ عمر بھر یاد ہی تو رکھے۔ اسکے بعد وُہ دل آپ کیخدمت میں نظر گذاروں گا۔ جس پہ اسکی پُرفریب کرشمہ سازیوں کا کبھی اثر تھا

سین سوم

اختری ۔ دلشاد

دلشاد او خدا مجھے یارائے ضبط دے۔

اختری (علیحدہ) اب کسی نئی مشکل میں گرفتار ہیں آپ۔ ٹھنڈے سانس بھر رہے ہیں۔ اور مجھ پر قہر آلود نگاہوں سے بجلیاں گرا رہے ہیں

دلشاد اس لئے کہ جس قدر بُرائیاں کسی دل میں سما سکتی ہیں۔ ان سب کی کوئی ہستی آپ کی بے ایمانی کے آگے نہیں ہے۔ قدرت شیطان اور عرش آپ سے بڑھکر بدقماش خاتون پیدا نہیں کرسکتے۔

اختری گفتگو بہت خوش اسلوب ہے بیں داد دیتی ہوں۔

دلشاد یہ ہنسی دل لگی کا موقع نہیں۔ موقع یہ چاہتا ہے کہ آپ شرم سے

پانی پانی ہو جائیں۔ میرا شک دُرست نکلا۔ میرے دل کا کھٹکا بانبیاد ثابت ہُوا۔ باوجود آپ کی بناوٹ اور ریا کے خدا نے مجھے وہ بات بتائی جس کا ہمیشہ مجھے خطرہ تھا۔ لیکن میں اِس توہین کا بدلہ لئے بغیر نہ رہونگا۔ میں جانتا ہُوں کہ رجحان طبع ہمارے بس میں نہیں۔ محبت بے محابا پیدا ہو جاتی ہے۔ ہم کسی کے دل میں بزور گھر نہیں کر سکتے۔ دلبر انتخاب کرنے میں دل کسی بات کا پابند نہیں۔ بیگم مجھے کوئی شکایت نہ ہوتی۔ اگر آپ پہلے ہی مجھے اس راز سے آگاہ کر دیتیں۔ مانا کہ میرا دل خون ہو کر بہہ نکلتا۔ مگر مجھے گلا ہوتا تو صرف قسمت سے۔ لیکن یہ دیکھکر کہ خود آپ نے میری محبت کو اُکسایا۔ یہ فعل اسقدر ذلیل ہے کہ اسکی پاداش میں کوئی سزا سخت نہیں ہو سکتی۔ یہ ستم توڑنے کے بعد مجھ سے برا ہونی بات کا اندیشہ رکھو۔ غصہ مجھپر چھا گیا ہے میرے ہوش برجا نہیں رہے۔ آپنے دل پر وہ ضرب لگائی۔ کہ میرا دماغ معطل ہو گیا۔ اور عقل رخصت ہو گئی۔ میں بدلہ لینے پر مجبور ہوں۔ اور جو کچھ کر بیٹھوں اُسکا ذمہ وار نہیں۔

اختری اِس توہین کے کیا معنے۔ کہیں دماغ تو نہیں چل گیا۔

دلشاد ہاں میں تو اُس دن سے سڑی ہُوں۔ جب آپکو دیکھکر زہر کا پیالہ

چڑھا گیا۔ جواب میری جان کے لاگو ہو رہا ہے۔ ہاں میں اُسدن سے دیوانہ ہوں۔ جب مینے آپ کی پُرفریب لگاوٹ کو محبت خیال کیا

اختری آپ کس فریب کا ذکر کر رہے ہیں۔

دلشاد آہ۔ جھوٹا دل کس دیدہ دلیری سے ناواقفیت کا اظہار کرتا ہے لیکن میں مفر کی گنجایش کب رہنے دیتا ہوں۔ اپنا خط پہچانو۔ یہ چِٹھی آپکی مجرمیت کے لئے کافی ہے۔ کیا اِس زبردست شہادت کے آگے آپ دم بھی مار سکتی ہیں۔

اختری تو آپ کے سیخ پا ہونے کا یہ سبب ہے۔

دلشاد اور اِسے دیکھکر آپ کا رنگ غیرت سے نہیں اُڑتا۔

اختری اس میں غیرت کی کیا بات ہے بھلا۔

دلشاد کیا مکاری پر دیدہ دلیری مستزاد کرنیکا ارادہ ہے۔ آپ اِس چِٹھی کی تحریر سے شاید اسلیئے انکار کرینگی۔ کہ اُسپر آپکے دستخط ثبت نہیں۔

اختری یہ میری ہے۔ میں کیوں مُنکر ہونے لگی۔

دلشاد کیا اِسے دیکھکر آنکھیں نیچی نہیں ہوتیں۔ یہ جو اِس جُرم کی کیفیت ہے جس کا ارتکاب آپنے میرے برخلاف کیا ہے۔

اختری سچ تو یہ ہے آپ بڑے بیوقوف ہیں۔

دلشاد آپ اِس از بس تسلّی بخش ثبوت کو بڑے اطمینان اور سکون سے دیکھ رہی ہیں۔ مگر اسیں آپ نے مقصود کو جن محبت بھرے الفاظ سے یاد کیا۔ اُنہیں دیکھکر آپ کو شرم اور مجھے حرارہ آنا چاہیئے۔

اختری مقصود کِس نے کہا آپ سے۔ یہ مقصود کو لکھی گئی تھی۔

دلشاد اُنہوں نے جنکی عنایت سے یہ آج مجھے ملی۔ لیکن فرض کرد۔ یہ کسی اور کے نام ہو۔ تو شکایت میں فرق پڑھ جائیگا۔ اور آپ کم گناہگار ہو جائینگی۔

اختری لیکن اگر یہ کسی عورت کو لکھی گئی ہو۔ تو پھر مینے کیا جرم کیا۔ اور آپ کو کیوں رنج ہو۔

دلشاد خوب بات بنائی۔ اور اچھا عذر ڈھونڈ نکالا۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مجھے اِس فریب کی توقع نہ تھی۔ اب میرا خوب اطمینان ہو گیا۔ حیران ہوں۔ کہ آپ کو اِن ہتھکنڈوں کی جراُت کیسے ہوئی بیگم یاد رکھو۔ لوگ اِس قدر بیوقوف نہیں۔ ذرا میں بھی سنوں آپ اِس جھوٹ کو کِس طرح ثابت کرتی ہیں۔ اور کِس طرح اِن الفاظ کو جنکے حرف حرف سے محبت ٹپکتی ہے۔ کسی عورت کی ذات سے وابستہ کرسکتی ہیں۔ میں اِسے پڑھتا ہوں۔ آپ اپنی جوابدھی

ہیں جو کہنا چاہتی ہیں۔ کہیں۔

اختری مجھے کون ایسی پڑی ہے جواب دینے کی۔ آپ کو کیا حق ہے۔ اِس طرح کی باتیں میرے رُوبرُو زبان پر لانے کا۔

دلشاد خفا ہونیکی بجائے اِن الفاظ کی تشریح کرنیکی کوشش فرمایئے

اختری مجھے کچھ کہنے یا کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اِس معاملہ میں مجھے آپ کی رائے کی کوئی پروا نہیں۔

دلشاد خدا کے لئے مجھے اتنا بتا دو۔ کہ یہ چِٹھی کس طرح کسی عورت کے نام ہو سکتی ہے۔ بس میرا اطمینان ہو جائیگا۔

اختری یہ مقصود کو لکھی تھی میں نے۔ بس سُنا آپ نے۔ اسکی محبت میرے دل میں بس گئی ہے۔ اُسکی ہر ادا پسند ہے اُسکی رعنائی میرے دل میں کھُب گئی ہے۔ آپ جو الزام مجھ پر دھریں۔ میں تسلیم کرنے کو تیار ہُوں۔ آپ بھی جو دل میں آئے کریں۔ قسم ہے۔ کچھ اُٹھا نہ رکھیں۔ جی بھر کے ستا لیں مجھے۔

دلشاد (علیحدہ) خدایا کیا اِس سے بھی کوئی دلخراش بات ہو سکتی ہے اور کیا کبھی کسی کے دل کی یہ گت بنی ہے۔ مجھے غصہ آتا ہے۔ سچا آتا ہے۔ یہاں شکایت لیکر آتا ہُوں۔ تو اُلٹا مجھ ہی کو ملزم ٹھیرایا جاتا ہے۔ وہ میرے رنج بڑھائے جاتی ہے۔ چاہتی

ہے۔ کہ میں ہر بات باور کر لوں۔ اور اسپر ناز کرتی ہے۔ میرا دل اس قدر بودا ہے کہ اس سے قطع تعلق کرنیکی ہمت نہیں کرتا میں ایسا بزدل ہوں کہ ایسے ستم شعار سے نفرت تک نہیں کر سکتا (اختری سے) اے بیوفا عورت۔ تو خوب جانتی ہے کہ میری کمزوری سے کیسے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ اور میری گہری محبت کے ذریعہ اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہتی ہے۔ کم سے کم اس جرم سے تو اپنا دامن پاک کر۔ جو مجھے خون کے آنسو رلا رہا ہے۔ اور جھوٹوں ملزم بننے کی کوشش نہ کر۔ اگر بتا سکتی ہے تو بتا۔ کہ یہ چٹھی گناہ کی آلائش سے پاک ہے۔ اپنی وفا ثابت کرنیکی سعی کر۔ اور میں تمہاری بات پر یقین کرنیکے لئے جدوجہد کرونگا

اختری تم غصہ میں بیخود ہو جاتے ہو۔ بھلا مجھے تم سے بناوٹ کرنے سے کیا مل جائیگا۔ اور اگر میرا دل کسی اور کو چاہتا ہو۔ تو صاف کہہ دینے سے مجھے کون روک سکتا ہے۔ کیا یہ اظہار جذبات تمہارے شبہات دفع کرنیکے لئے کافی نہیں۔ جب ہم پیار کی باتیں نہیں کر سکتے۔ جب عورت کی آن۔ وہ آن جو محبت کی دشمن جان ہے۔ ایسا اقرار کرنے کے خلاف ہے۔ تو کیا وہ عاشق جو ہمیں فقط اپنی دل بستگی کے لئے دیکھتا ہے۔ اس اقرار

کی قدر نہ کرنے کی علت میں گردن زدنی نہیں۔ کیا تم قابل الزام نہیں۔ جو اُن باتوں پر اعتبار نہیں کرتے۔ جو ہم دل پر پتھر رکھکر اپنی زبان پر لاتی ہیں۔ بیشک ان شبہات کا صلہ حقارت کی صُورت میں ملنا چاہیئے۔ اور تمہیں معلوم ہو جانا چاہیئے کہ تم میری محبت کے قابل نہیں۔ میں الہڑ ہوں۔ نادان ہوں اور اپنی بیوقوفی پر پشیمان۔ جو میں اب تک تم سے نبھائے گئی۔

دلشاد: او۔ بیوفا۔ میں تیرے روبرو دل کے ہاتھوں کیسا بے بس ہو جاتا ہوں۔ اسمیں شک نہیں کہ میٹھی میٹھی باتوں سے تم مجھے دھوکا دیتی ہو۔ لیکن خواہ کچھ ہو۔ مجھے قسمت پر شاکر رہنا چاہیئے۔ لیجیئے دل و جان سے حاضر ہوں۔ جو چاہے کیجیئے۔ سب کچھ آپ پر چھوڑتا ہوں۔ اور دمِ واپسیں تک آپ کے دل کے تماشے اور اُس کے اُتار چڑھاؤ دیکھونگا۔

اختری: آپ کو مجھ سے وہ محبت نہیں جو ہونی چاہیئے۔

دلشاد: آہ۔ میری بے انتہا محبت کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اور محض اسلیئے کہ تمام دُنیا میری محبت کی شاہد رہے۔ اکثر اوقات میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ تمہیں کوئی حسین خیال نہ کرے۔ تم غریب ہو جاؤ۔ تمہارے پاس کچھ نہ رہے۔ تمہارا۔ رُتبہ۔ خاندان اور

ثروت بھی برائے نام ہو۔ تاکہ میں تمہیں دل و جان سے سب کی تلافی کرسکوں۔ اور یہ سب کچھ لاکر تمہارے قدموں پر ڈالدوں۔

اختری اس سے بڑھکر اور کیا خیر خواہی ہوسکتی ہے۔ خدا مجھے ایسے وقت سے بچائے۔ مگر یہ منظور کیوں اس ہیئت کذائی میں بھاگو بھاگ آرہا ہے

سین چہارم

اختری دلشاد منظور

دلشاد اس لباس اور گھبراہٹ کی وجہ۔ کیا بنی تم پر۔

منظور جناب۔

دلشاد پھر بھی۔

منظور آج عجیب چیزیں دیکھنے میں آئیں۔

دلشاد کیا مطلب۔

منظور ہماری قسمت پھوٹ گئی جناب

دلشاد کیا۔

منظور کہہ دوں۔

دلشاد ہاں۔ ہاں۔ جلد کہو۔

منظور کوئی سُن تو نہیں رہا۔

دل شاد کیا بک رہے ہو۔

منظور حضور بغیر ڈھول بجانے کے روپوش ہو جائیں۔

دلشاد مگر کیوں۔

منظور میں پھر کہتا ہوں۔ کہ ہمیں یہ جگہ چھوڑ دینی چاہیئے۔

دل شاد آخر وجہ۔

منظور حضور بغیر پوچھے گچھے چلنے کی ٹھیرائیے۔

دلشاد مگر اِس ہڑ بونگ کے معنی۔

منظور اسکے یہ معنے ہیں۔ کہ ہمیں بوریا بندھنا اُٹھا کر چل کھڑا ہونا چاہیئے

دل شاد دیکھو جی۔ اگر فوراً سب کچھ کہہ نہ ڈالوگے۔ تو میں تمہارا سر پھوڑ دونگا

منظور جناب ایک شخص سیاہ کوٹ پہنے آنکھیں نکالے سیدھا باورچی خانہ میں گھس آیا۔ اور ایک ایسا کاغذ چھوڑ گیا جسکی تحریر کو شیطان بھی نہیں پڑھ سکتا۔ میرا خیال ہے وُہ آپکے مقدمہ سے متعلق ہے۔

دل شاد لیکن بدمعاش۔ اس کاغذ کو ہماری جلاوطنی سے کیا علاقہ۔

منظور میں عرض کرتا ہُوں حضور۔ اسکے جانے کے کوئی ایک گھنٹہ بعد ایک صاحب ہانپتے کانپتے آپ سے ملنے کے لئے آئے۔ جب آپکو گھر میں نہ پایا۔ تو مجھ سے کہنے لگے۔ وُہ جانتے ہیں کہ میں آپکا نمک حلال

ملازم ہوں۔ ذرا ٹھہریئے۔ میں اُن کا نام یاد کر لوں۔

دل شاد جانے دے ان کے نام کو۔ احمق یہ بتا اُس نے کیا کہا۔

منظور مختصر یہ کہ وہ آپ کے دوست ہیں۔ اتنا ہی کافی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر آپ جان کی خیر چاہتے ہیں تو فوراً کہیں چلے جائیں کیونکہ آپ کی گرفتاری کا حکم نکل چکا ہے۔

دل شاد اُس نے تفصیل سے کچھ نہ بتایا۔

منظور نہیں صرف قلم دوات مانگی۔ اور دو سطریں کاغذ پر لکھکر مجھے دے گئے

دلشاد لاؤ وہ کاغذ۔

اختری یہ کیا جھنجھٹ ہے۔

دلشاد کچھ معلوم نہیں۔ دیکھئے ابھی پتہ لگتا ہے (منظور سے) بدمعاش جلد دے مجھے کاغذ۔

منظور (جیبوں میں ٹٹول کر) حضور وہ تو آپ کی میز پر رہ گیا۔

دل شاد (ناک بھوں چڑھا کر) کیا کہوں کون روکے ہے۔ ورنہ......

اختری غصہ رہنے دیجیئے اور جا کر معلوم کیجیئے۔ یہ کیا راز ہے۔

دلشاد معلوم ہوتا ہے۔ فلک نے عہد کر رکھا ہے کہ آپ سے دو منٹ باتیں نہ کرنے دیگا۔ خیر۔ تھہر درویش جاتا ہوں۔ دن ڈھلنے سے پہلے حاضر ہو جاؤں گا۔

U 507

ایکٹ پنجم

سین اوّل

دلشاد - افضل

دلشاد سب بے سود ہے۔ میرا ارادہ مصمم ہے۔

افضل مانا یہ سخت صدمہ ہے۔ مگر پھر بھی......

دلشاد آپ بےفائدہ تکلیف کر رہے ہیں بحث فضول ہے میرے ارادے کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ ہر ایک جانتا ہے کہ عزت۔ انصاف اخلاق اور قانون سب کے سب میرے حریف کے خلاف تھے اور میرے حق میں مضمون پر مضمون شائع ہوتے تھے۔ خود میرے دل نے مجھے اپنے حق کی صداقت کا یقین دلایا تھا۔ مگر پھر بھی آخر میں مجھے منہ کی کھانی پڑی۔ انصاف میرا شفیع اور فیصلہ میرے خلاف۔ یعنی وہ زمانہ بھر کا لچا جھوٹ کی بدولت کامیاب۔ بس ایمانداری کا خاتمہ ہو گیا۔ میزان عدل میں اسکی کمینہ ریاکاری انصاف سے زیادہ وزنی معلوم ہوتی ہے اور وہ

عدالت سے ڈگری حاصل کر کے اکڑتا باہر آتا ہے۔ اسی پر بس نہیں کرتا۔ بلکہ ایک واہیات کتاب کی تصنیف کو مجھ سے منسوب کرتا ہے جس کتاب کو دیکھنا بھی قابل الزام ہے۔ یہ ہے اس شریر بقصود کی کرتوت۔ جس کی سارا دربار عزت کرتا ہے وہ خود میرے پاس اپنے کلام کی داد لینے آتا ہے۔ اور جب میں بغیر رورعایت کے سچی رائے کا اظہار کرتا ہوں۔ تو وہ مجھے ایک مفروضہ جرم کی علت میں گرفتار کرانے کے درپے ہو جاتا ہے۔ دشمنی کی ٹھان لیتا ہے۔ کیوں۔ صرف اس لئے کہ میں نے اسکی غزل کو کیوں پسند نہیں کیا۔ یہ ہیں حضرتِ انسان کے اعمال جنہیں سعادت۔ ایمان اور عدل کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ ناقابل برداشت ہے۔ میں اس وحشتستان۔ اس قتل گاہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں ٹھیر سکتا جب انسانوں نے درندوں کا وطیرہ اختیار کر لیا ہے۔ تو میں مرتا مرجاونگا۔ مگر ان کے پاس کبھی نہ آونگا۔

افضل میں پھر کہوں گا۔ آپ جلد بازی کر رہے ہیں۔ اور ناحق رائی کا پہاڑ بناتے ہیں۔ آپ کے دشمن نے جو الزام لگایا وہ آپکی گرفتاری کے لئے کافی خیال نہیں کیا گیا۔ اسکی جھوٹی اطلاع

کا پول خود بخود کھل رہا ہے اور عین ممکن ہے کہ اسے اپنے
کئے کا خمیازہ اُٹھانا پڑے۔

دل شاد خمیازہ اُٹھانا پڑے۔ توبہ کیجئے۔ ایسے بے حیا کو ان باتوں
کی کیا پروا اسے تو بدمعاشی کا لائسنس ملا ہے۔ دیکھ لینا۔ بجائے
اسکی وجاہت میں فرق آنے کے یہی فعل اسکی ترقی منصب
کا آلہ بن جائیگا۔

افضل بہرحال یہ عیاں ہے۔ کہ اسکی رپورٹ پر کسی نے کان نہیں
دھرا۔ اس لئے اس کا تو کوئی فکر نہیں رہا۔ رہا آپ کا مقدمہ
اُس میں آپ فیصلہ کی ناراضی سے اپیل کرسکتے ہیں۔

دل شاد مجھے یہ فیصلہ منظور ہے۔ خواہ میرا کتنا ہی نقصان کیوں نہ
ہو جائے میں اسے ہرگز بدلنے نہ دُونگا۔ تاکہ دُنیا دیکھ لے
کہ کس طرح استحقاق پامال کیا جاتا ہے اور عہد حاضر کے اخلاق کی
یہ مصدقہ دستاویز آئندہ نسلوں کے معلومات میں اضافہ کرے
یہ درست ہے کہ مجھے پچاس ہزار روپیہ کا زیر بار ہونا پڑیگا۔
بلا سے۔ مجھے انسانوں کی قلعی کھولنے اور اُن سے نفرت
کرنے کا حق تو حاصل ہو جائیگا۔

افضل مگر یہ کہ.........

دل شاد مگر یہ کہ زیادہ مغز کھانا عبث ہے۔ آپ اسکے سوا کیا کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس دل ازار حرکت کے بعد زندگی کتنے کی موت سے بدتر ہے۔

افضل بالکل بجا ہے۔ سازش کے بغیر کوئی کام نہیں چلتا۔ اور آج کل میدان انہی کا ہے۔ جو اپنے ایمان کو غرض پر قربان کر دے مگر دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان باتوں سے ترک دنیا واجب ہو سکتا ہے۔ اگر انسان میں یہ کمزوریاں نہ ہوں۔ تو ہمیں ہمدردی کرنیکا کبھی موقع نہ ملے۔ کیونکہ اُن کی اصلاح سب سے بڑی نیکی ہے اگر تمام دنیا نیک ہو جائے۔ اور کوئی دل سیاہ نہ رہے۔ تو ہم کئی ثواب حاصل کرنے سے محروم رہ جائیں۔ جن کا حصول مظلوم کیلئے سینہ سپر ہونے پر منحصر ہے۔ اس لئے نیک اور خدا ترس آدمی کا ....

دل شاد میں جانتا ہوں۔ آپ ماشاء اللہ بڑے لسان فصیح البیان ہیں۔ اور منطق تو آپ کے گھر کی لونڈی ہے۔ لیکن اس وقت تو آپ محض اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ عقل مجھے کہتی ہے کہ میرے لئے دنیا پر لات مارنا ہی بہتر ہے۔ مجھے اپنی زبان پر قابو نہیں۔ اور جو دل میں آئے اُسے کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اس لیئے میرے سر پر مصیبت کے پہاڑوں کا گرنا لازم ہے
ہاں آپ تشریف لے جائیں۔ میں اختری سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔ صرف یہ دیکھنے کی ہوس ہے کہ اسے مجھ سے محبت ہے یا نہیں۔ اب اس بات کا دوٹوک فیصلہ ہو جانا چاہیئے۔

افضل تو چلیئے سلیمہ کے یہاں اسکا انتظار کریں۔

دلشاد نہیں میری طبیعت ذرا پریشان ہے۔ آپ ہی ملنے جاکر۔ مگر للہ میرا پیچھا چھوڑ دیئے۔ اور مجھے اکیلے ہی اپنی قسمت پر رونے دیجیئے۔

افضل غم غلط کرنے کا اچھا ڈھنگ ہے۔

سین دوم

OSMANIA UNIVERSITY
LIBRARY
HYDERABAD-7

(اختری مقصود دلشاد (دیسٹیج کے پچھلے حصہ میں)

مقصود ہاں بیگم۔ آپ کو یہ تصفیہ کرنا ہے کہ آیا یہ خوشگوار تعلقات کسی دائمی رشتہ کی تمہید ہو سکتے ہیں۔ میں قطعی جواب چاہتا ہوں کیونکہ اس معاملہ میں عاشق امید و بیم میں نہیں رہ سکتا۔ اگر میری گرم جوش محبت نے آپ کے دل پر اثر کیا ہے۔ تو اسکے اظہار

میں کیا تامل ہے۔ میں ثبوت میں آپکی زبان سے صرف اتنا سننا
چاہتا ہوں۔ کہ دلشاد آپ کی نظروں سے گر گیا۔ اور آئندہ اُسے
یہاں بار نہیں ملیگا۔

اختری آخر اس قدر ناراض کیوں۔ آپ تو اُس کے اسقدر مداح تھے۔

مقصود اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں تو صرف آپکا میلان
طبع معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ ہم دونو سے کسی کو انتخاب کر لیجئے۔
مجھے آپ کے فیصلہ کا انتظار رہے۔

دلشاد (آگے بڑھکر) بیگم آپ درست فرماتی ہیں۔ اپنی پسند ظاہر کر دیجئے
میری بھی یہی التجا ہے اور میں بھی آپ کی طرح بیقرار اور بے
چین ہوں۔ میری محبت ناقابل تردید ثبوت چاہتی ہے۔ اب
وقت آگیا ہے کہ آپ اپنے اصلی جذبات کو [illegible] کر دیں۔

مقصود جناب میں نہیں چاہتا کہ کسی ناموزون محبت کے ہاتھوں
آپ تباہ ہوں۔

دلشاد جناب میری بھی خواہش نہیں کہ انکی نفرت یا محبت میں آپ
میرے شریک ہوں۔

مقصود اگر آپ کی محبت کو ترجیح دیتی ہوں۔ تو ۔ ۔ ۔ ۔

دلشاد اگر انہیں ذرہ بھر اُنس آپ سے ہو تو ۔ ۔ ۔

مقصود تو میں قسم کھاتا ہوں۔ کبھی ان کا خیال تک نہ کرونگا۔

دلشاد اور میں زور سے قسم کھاتا ہوں۔ کہ کبھی ان کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھوں گا۔

مقصود بیگم! اب آپ بلا تأمل کہدیں جو کہنا ہو۔

دل شاد بیگم اب آپ بلا خوف دل کا حال زبان پر لائیں۔

مقصود آپکو صرف اس قدر کہنا ہے کہ آپکا میلان کس طرف ہے

دلشاد آپ نے جھگڑا مٹانے کے لیے صرف دونوں میں سے ایک کو منتخب کرنا ہے۔

مقصود کیا یہ انتخاب کوئی مشکل کام ہے۔

دل شاد آپ کو کس بات کا اندیشہ ہے۔

اختری توبہ توبہ! آپ کس قدر نامعقول بات پر اصرار کر رہے ہیں آپ سے ایک کو پسند کرنا کون مشکل ہے۔ مینے اپنے دل سے جو فیصلہ کرنا تھا۔ کر چکی۔ لیکن آپ دونو صاحبوں کے رُوبرُو اس کا اعلان اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ دل شکن الفاظ زبان پر لانے کی ضرورت ..... دل کو دل سے راہ ہوتی ہے اس لیئے وہ ایک دوسرے کا حال خود بخود جان جاتے ہیں۔ اصول یہ ہے کہ کسی عاشق کو اُسکی ناکامی کی اطلاع نہایت آہستہ

آہستہ دینی چاہیئے۔

مقصود — نہیں۔ میں صاف گوئی سے نہیں کانپتا۔ بلکہ دل سے چاہتا ہوں اور میں اسکا مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ بیٹی کو بالائے طاق رہنے دیجئے۔ اور اپنے فیصلہ کا صریح الفاظ میں اعلان کیجئے۔

دل شاد — وہ دن گئے۔ جب بتوں سے کام چلتا تھا۔ اور آپ چھ ایک کو حلقہ بگوش بنائے رہتی تھیں۔ اب ڈانواں ڈول نہیں رہا جاتا۔ سرکار کہیئے۔ صاف کہیئے اور فوراً کہیئے۔ ورنہ اس انکار ہی کو میں فیصلہ سمجھونگا۔ میں خوب جانتا ہوں۔ کہ اس خاموشی کا کیا مطلب ہے۔ اور میری قسمت میں کیا لکھا ہے

مقصود — جناب۔ اس غصہ کا ممنون ہوں۔ اور میرا آپ کے لفظ لفظ سے اتفاق ہے۔

اختری — مجھے بے طرح دق کر رہے ہیں آپ۔ سو بار کہہ چکی۔ کہ مجھے حجاب آتا ہے اظہار سے۔ مگر آپ اپنی ہی کہے جاتے ہیں۔ لیجئے بہن سلیمہ آنکلیں۔ اب وہ سمجھائینگی آپ کو۔۔۔۔

سبق سوم

سلیمہ - افضل - اختری - مقصود - دلشاد

اختری دیکھنا ہمیں کیسا ہلکان کر رکھا ہے۔ منصوبہ باندھکر آئے ہیں۔ اور ہاتھ دھوکر میری جان کے لاگو ہو رہے ہیں۔ پوچھتے ہیں۔ میں اِن میں سے کِسے چاہتی ہوں۔ ضد کر رہے ہیں۔ کہ جواب ان دونو کے روبرو دوں۔ اور ایک کی ہو رہوں ذرا سُننا بہن کہیں ایسا ہُوا ہے۔

سلیمہ اِس معاملہ میں میری رائے نہ لیجئے۔ میں تو اُسے پسند کرتی ہوں۔ جو اپنا خیال ڈنکے کی چوٹ ظاہر کرے۔

مقصود بیگم! اب حیلہ بہانہ بیکار ہے۔

دلشاد بیگم! میرا ٹل جانا ناممکن ہے۔

مقصود بولئے اور قصہ پاک کیجئے۔

دلشاد یا بالکل خاموش رہیئے۔

مقصود زیادہ نہیں۔ بس ایک لفظ۔

دلشاد اور میں سمجھ جاؤنگا۔ اگر آپ چپ رہیں۔

سین چہارم

اشرف - ندرت - زبیدہ - افضل - سلیمہ - اختری - مقصود
دلشاد

اشرف (اختری سے) ہم ایک معمولی بات کے تصفیہ کے لئے حاضر خدمت ہوئے ہیں۔

اختری (اشرف اور ندرت سے) خوب وقت پر پہونچے - آپ - اس معاملہ میں آپ کا بھی تعلق ہے۔

زبیدہ (اختری سے) بیگم آپ مجھے یہاں دیکھکر حیران تو ضرور ہوئی ہونگی لیکن مجھے یہ دونو کھینچ لائے ہیں۔ یہ میرے پاس آئے - اور آپکی بیوفائی کے شاکی ہوئے - مگر میںنے اعتبار نہیں کیا - اطمینان تھیں آپ - میری رائے آپکے متعلق بہت اچھی ہے - یہاں تک میںنے آنکھوں دیکھی باتوں کو باور نہیں کیا - آپ کے خلاف - میںنے کہا جو ہوا سو ہوا - اسوقت اب سے دور آپ کی عزت پر حرف آ رہا ہے - نہ جانا مناسب نہیں - اسلئے آئی ہوں - کہ آپ کو اسے رفع دفع کرنے کا موقع ملجائے۔

اشرف اب دیکھوں آپ اِس گھتی کو کیسے سلجھاتے ہیں۔ آپ نے یہ چٹھی ندرت کو لکھی ہے۔

ندرت اور آپ نے یہ تلطف آمیز خط اشرف کو بھیجا تھا۔

اشرف (منعمو اور دلشاد سے) صاحبان آپ اِس طرزِ تحریر سے ناآشنا نہ ہونگے۔ بلکہ میرا تو یہ خیال ہے۔ شائد ہی آپ سے کِسی کے پاس اِسکے نمونے موجود نہ ہوں۔ بہرصورت سُنئے۔ بہت دلچسپ ہے۔ "اور آپ عجیب آدمی ہیں۔ جو ہنسی ہنسی میں رو دیتے ہیں۔ اور پھر شاکی ہیں۔ کہ میں آپ کے سامنے خوش و خُرّم نہیں رہتی۔ اِس سے بڑھکر اور نامنصفی کیا ہوگی۔ اور اگر آپ فوراً آکر معافی نہ مانگینگے۔ تو میں عمر بھر کلام نہ کرونگی۔ یاد رہے۔ نواب صاحب کا سلام پہنچا۔ ممنون ہوں۔ شوق سے قبول کرتی ہوں۔ مگر اُن سے بلکہ میرا دل کبھی خوش نہیں ہوا اور اُس دن تو اُنہوں نے غضب ہی کر دیا۔ یاد ہے نا جب میرے پیشتر نے پون گھنٹہ تالاب میں تھوک تھوک کر حباب بنانے میں صرف کر دیا۔ اب تو مجھے ان سے گھن آتی ہے۔ اور چھوٹے نواب "یہ میرا ذکر خیر ہے"۔ جو کل دیر تک میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دباتے رہے۔ اُن کی یہ حرکت۔ اُنکی تمام دیگر حرکات

کی طرح خفیف ہے۔ اور اُنکی سب سے بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ اُن کا درزی بہت کاریگر ہے۔ جو اُنہیں خوش پوش بنائے رکھتا ہے اور وُہ لال ٹوپی والے (دلشاد سے) یہ آپ کی شان میں ہے۔ اور ان کا کیا ذکر کروں کبھی کبھی اِن کی باتوں پر ہنسی ضرور آجاتی ہے۔ مگر دل جلد بیزار ہو جاتا ہے۔ اور وُہ غزل گو (مقصود سے) یہ آپ کی طرف اشارا ہے اور وُہ غزل گو جو بڑے شاعر بنے پھرتے ہیں۔ اور تصنیف کا دم بھرتے ہیں۔ اُن کی کوئی بات تک سننی گوارا نہیں کر سکتی۔ نثر ہو یا نظم۔ ایک سے ایک بدتر۔ ایک سے ایک فضول۔ اس سے آپ آسانی سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ یہ لوگ میری تفریح کے کیا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ میرا دل ہی جانتا ہے۔ کہ اِن تمام تفریح گاہوں میں جہاں مجھے بدل ناخواستہ جانا پڑتا ہے۔ آپ مجھے کس قدر یاد آتے ہیں اور اس وقت باذاق لوگوں کی قدر معلوم ہوتی ہے،،

ندرت اب میری باری ہے (پڑھتا ہے) "اشرف جس کا آپ بار بار ذکر کرتے ہیں۔ دُنیا میں آخری انسان ہے۔ جس سے میں دوستی کر سکتی ہوں۔ ذرا اُسکی حماقت ملاحظہ ہو۔ سمجھتا ہے۔ میں اُسے چاہتی ہوں۔ اور آپ بھی کتنے سادہ لوح ہیں جو یہ خیال

کرتے ہیں۔ کہ مجھے آپ سے محبّت نہیں۔ پس بہتر یہی ہے۔ کہ اپنے خیالات اُس کے حوالہ کردو۔ اور اُس کے خود لے لو اور میرے پاس جس قدر جلدی جلدی ہو سکے آیا کرو۔ تاکہ یہ لوگ مجھے دق نہ کریں'' بیگم یہ ہے ایک نیک نہاد خاتون کا نمونہ نام بتلانے کی تو شاید ضرورت نہ ہوگی۔ اتنا ہی کافی ہے آئیے آپ جا بجا آپ کے دل کی تصویر لوگوں کو دکھائیں

(جاتا ہے)

اشرف میں بھی کچھ قابل شنید باتیں عرض کرتا۔ مگر آپ میرے تحفہ کے قابل نہیں رہیں۔ صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں۔ کہ "چھوٹے نواب" آپ سے بہتر خاتون کے دل میں گھر کر سکتے ہیں۔

(جاتا ہے)

سین پنجم

اختری ۔ سلیمہ ۔ زبیدہ ۔ دلشاد ۔ مقصود ۔ افضل

مقصود اس قدر خط و کتابت کے بعد مجھ سے یہ سلوک۔ اور اس قدر اظہار محبت پھر بھی یہ ہرجائی پن۔ خیر گذشتہ را صلواۃ آئندہ را

احتیاط۔ آپنے بڑی عنایت کی۔ جو اپنا خبثِ باطن ظاہر کر دیا۔ میں اپنا دل واپس لیتا ہوں۔ یہی نقصان آپ کے لئے کافی سزا ہے (دلشاد سے) آپ کی رقابت سے دست بردار ہوتا ہوں۔ اب حسب خواہش اس خاتون سے تصفیہ فرمالیں۔

سین ششم

اختری۔ سلیمہ۔ زبیدہ۔ دلشاد۔ افضل

زبیدہ (اختری سے) اس سے زیادہ ذلیل حرکت اور کیا ہو سکتی ہے۔ مجھے ایسا رنج ہے کہ چپ نہیں رہ سکتی۔ یہ چلن! الٰہی توبہ۔ اور انکو جانے دیجیئے (دلشاد کی طرف اشارہ کر کے) انہیں دیکھئے۔ جنہوں نے آپ کے لیے سب عیش و آرام تج دیئے۔ جنکی شرافت اور لیاقت کا ایک زمانہ قایل ہے۔ اور۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

دلشاد بیگم! میری فکر نہ کیجئے۔ میں خود نپٹ لونگا۔ اس وکالت سے آپ کو کچھ حاصل حصول نہیں۔ اور اگر مجھے کسی وکیل کی ضرورت ہو بھی تو کم از کم آپ کو تو کبھی تکلیف نہ دوں۔

زبیدہ شائد آپ پر یہ خبط سوار ہے کہ میں آپ سے شادی کی خواہاں

اس خود پسندی کے کیا کہنے۔ میں لاکھ گری پڑی ہوں مگر ہنوز اختری کا پس خوردہ کھانے کو طیار نہیں۔ میں تو تم ایسوں کو ایڑی چوٹی پر قربان نہ کروں۔ سمجھے کیا ہیں آپ اپنے دل میں صاحب عقل کے ناخن لیجئے۔ اور اختری کے دروازے پر ہی ایڑیاں رگڑ دیئے (جاتی ہے)

سین ہفتم

اختری - سلیمہ - دلشاد - افضل

دل شاد (اختری سے) میں نے سب کی سنی اور سارا تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ مگر ایک حرف زبان سے نہ نکالا میں نے کافی ضبط کیا اب شاید عرض کرنا ....

اختری آپ کا حق ہے۔ جو چاہیں کہیں۔ میں ہر بات کی سزاوار ہوں۔ عذر کیوں کروں۔ بیشک میری غلطی تھی۔ میں نے آپ کے غصہ کی پروا نہیں کی۔ مگر ایمان کی کہوں تو آپ سے میں نے ضرور بدعہدی کی۔ اس لئے آپ کا غصہ میرے سر آنکھوں پر۔ میں اپنے گناہ کی خلش خوب محسوس کر رہی ہوں۔ کیونکہ ہر بات

سے میری بے وفائی آشکار ہے۔ اور واقعی میں قابل نفرت ہوں۔ فرمایئے میں حاضر ہوں۔

دل شاد کیا ممکن ہے۔ آپ کی محبت میرے دل سے نکل سکے۔ اور میں آغاز الفت کے مزے بھول جاؤں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ سے نفرت کروں۔ لیکن دل نہیں مانتا (افضل اور سلیمہ سے) میری دیوانہ وار محبت کے گواہ رہنا اور یاد رکھنا نامناسب محبت کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ میں یہی نہیں بلکہ یہ بھی دکھاؤنگا۔ کہ انسان کو عقلمند کہنا کیسی نادانی ہے۔ (اختری سے) اے بیوفا عورت! میں تمام غلط کاریاں معاف کرتا ہوں۔ اور میں ان تمام حرکات کا ذمہ دار اس ناہنجار زمانہ کو ٹھیراتا ہوں۔ میں اس ستم رسیدہ دل کو بھی مائل ترحم کرلوں گا۔ بشرطیکہ آپ میری نئی زندگی میں شریک حال ہونا منظور کریں۔ یعنی انسانوں سے نفرت کریں۔ اور میرے ساتھ جنگلوں کو نکل چلیں۔ چھیوں کے زہریلے اثر کو زائل کرنے کا صرف یہ طریق ہے۔ اور صرف اس طرح یہ داغ بدنامی دُور ہوسکتا ہے۔ ہاں فقط اسی صورت میں میرا دل آپ کی طرف راغب ہوسکتا ہے۔

اختری تو بہ بڑھاپے سے پہلے جنگلوں کو نکلجانا۔۔۔۔۔۔

دل شاد   مگر جب آپ مجھ سے محبت کریں گی۔ تو باقی دنیا کی ضرورت۔ کیا میں آپ کی تمام آرزؤں کا مرکز نہ بن جاؤں گا۔

اختری   بیس سال کی عمر میں تارک دنیا ہونا بہت خوفناک خیال ہے۔ مجھ میں اسکی برداشت نہیں۔ اگر میرا دل پسند خاطر ہے تو حاضر ہے اور شادی..........

دل شاد   بس اب میرا دل سیر ہو گیا۔ اور میری محبت ختم۔ چونکہ میں آپکی خواہشات کو پورا نہیں کر سکتا۔ اس لئے آپ سے کنارہ کرتا ہوں۔ اس نازیبا توہین نے میرے دل کو زنجیر الفت سے آزاد کر دیا۔   (اختری جاتی ہے)

سین ہشتم

سلیمہ - دلشاد - افضل

دل شاد   (سلیمہ سے) بیگم! آپ نہ صرف حسن صورت بلکہ سیرت سے بھی مالا مال ہیں۔ اور صرف آپ ہی کو بیش زیور صداقت سے آراستہ پایا ہے۔ میں مدت سے آپ کا مداح ہوں۔ اور ہمیشہ رہوں گا۔ میرا دل اس قدر پژمردہ ہو چکا ہے۔ کہ

آپ کو رفیق حیات بننے کی دعوت نہیں دے سکتا ۔ میں آپکے ناقابل ہوں ۔ اور خدا نے مجھے اس خوشی کے لیے پیدا ہی نہیں کیا ۔ اس مردہ دل کو آپ کی خدمت میں پیش کرنا سراسر گستاخی ہے ۔ اور مختصر یہ کہ ....

سلیمہ میرا فکر نہ کیجئے ۔ مجھے شادی کرنے میں کسی رکاوٹ کا اندیشہ نہیں ۔ اور آپ کے یہ دوست شاید کسی اصرار یا تحریک کی ضرورت محسوس نہ کریں ۔

افضل بیگم یہ عزت میری اُمید کا معراج کمال ہے اور اس کے لئے میں جان و مال نثار کرنے کو تیار ہوں ۔

دل شاد خدا کرے آپ دونو کے دلوں میں یہی محبت قائم رہے دائم رہے ۔ اور سدا خوش و خرم رہو ۔ مجھے ہر ایک نے دھوکا دیا ہے ۔ بے انصافی نے مار گرایا ہے ۔ اس دُنیا میں میرا ٹھکانا نہیں جہاں بدی کا سکہ جاری ہو ۔ اس لئے میں ایک دشت وحشت میں مسکن بناؤں گا ۔ جہاں انسان بلا روک ٹوک زندگی کے دن پورے کر سکے (جاتا ہے)

افضل بیگم جلد چلو ۔ اور جہاں تک بس چلے اسے اس وحشیانہ تجویز پر عمل پیرا ہونے سے روکو ۔

(خاتمہ)

انہی مصنّفین کے قلم سے

ڈراما روحِ سیاست

وہ معرکتہ الآرا کتاب ہے۔ جسنے عالم ادبیات میں انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ امریکہ کے زندہ جاوید پریزیڈنٹ ابراہام لنکن کی قابلِ تقلید حیات کے پردہ میں جذبات عالیہ کی وہ تصویریں دکھائی ہیں۔ کہ اسلام کے عہدِ اولے کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ اور حیرت ہوتی ہے کہ ایک مسیحی روایات ملّتِ بیضا پر عمل پیرا ہو کر کسطرح چار دانگ عالم سے اپنے عزم راسخ و استقلال کے طفیل خراج تحسین حاصل کرتا ہے۔ اردو زبان میں اپنے رنگ کی ایک ہی چیز ہے ریاست کشمیر کے تمام سکولوں کے کتب خانوں کے لئے منظور ہوئی ہے اور اسے انعامی کتاب قرار دیا گیا ہے۔ اکابر مشاہیر عہد مثل سر ڈاکٹر اقبال بھائی پرمانند ایم۔ اے۔ مولوی عبد الغنی ایم۔ اے۔ شیخ نور الٰہی ایم۔ اے۔ پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی دہلوی نہایت زور سے اس کے مطالعہ کی سفارش کرتے ہیں۔ اور مندرجہ ذیل جرائد نے اسپر دھوم دھامی سے ریویو لکھے ہیں۔

لاہور۔ زمیندار۔ سیاست۔ ہمدرد۔ کشمیری۔ بندے ماترم۔ پرتاب کیسری۔ دیش۔ رسالہ تحریک۔ شباب اردو۔

امرتسر ۔ روزنامہ وکیل
دھلی ۔ المستنصر
بدایوں ۔ ذوالقرنین
کانپور زمانہ
اعظم گڑھ معارف
لکھنؤ النّاظر

اورنگ آباد دکن ۔ رسالہ اُردو (انجمن ترقی اردو کا آرگن) قیمت امراء ریاستوں سے عہ مجلد عوام سے ۱۰ر فی جلد۔

جانِ ظرافت ایک بزمیہ ڈراما ہے جس میں ایک بخیل کے بخالت آمیز کارنامے ہنسی دل لگی میں سینکڑوں کام کی باتیں سمجھاتے ہیں۔ اصل کتاب مولیئر سے ماخوذ ہے۔ اور اس میں وہ تمام چٹکیاں مستور ہیں۔ جو جرمنی کے مشہور ڈرامانگار لیسنگ اور فارس میں ڈراما کے موجد آغا جعفر کی جدت طبع کا نتیجہ ہیں۔ بہت کچھ باتیں مصنفین کی طبعزاد ہیں۔ غرضیکہ اس زعفران زار کی بالیدگی کے لیے کئی شاداب چمنوں کی خوشہ چینی کی گئی ہے۔ متین اور مہذب ظرافت کا بہترین نمونہ ہے۔ ریاست کشمیر کے سکولوں کے لیے منظور ہوئی۔ اسکی خوبی کی اس سے بڑھکر اور کیا ضمانت ہوسکتی ہے۔ کہ عالیجناب سر ڈاکٹر اقبال

نے اس کا ڈیڈیکیشن منظور فرمایا ہے۔ قیمت امراء و ریاستوں سے ۱۲ر عوام سے ۸ر و ۶ر

قزاق جرمنی کے شہرہ آفاق فلسفی۔ شاعر اور ڈرامانگار شیلر کے ایک دلفریب ڈراما کو ہندوستانی مذاق کے سلنچے میں ڈھال کر دنیا کے نشیب و فراز اعمال بد کے مآل کار اور محبت کے حقیقی معیار کا مرقع پیش کیا ہے۔ ایڈیٹر رسالہ اردو اسکی زبان کو فصیح اور شاندار تصور کرتے ہیں۔ اور جناب لالہ لنگو سین صاحب ایم۔ اے بیرسٹر ایٹ لا چیف جسٹس ہائی کورٹ کشمیر اسے ازحد دلچسپ خیال فرماتے ہیں۔ قیمت فی جلد ۸ر

ظفر کی موت بلجیم کے چابکدست اور مجسمہ العقول ڈراما نگار میٹرلنک (جنہیں ڈرامانگاری کے صلہ میں نوبل پرائیڈ ملا ہے) کی ایک سنگلاخ تصنیف کا سلیس ترجمہ مع حواشی جس میں ایک بہن کی محبت کا جادہ دکھاکر ان جذبات کو نمایاں کیا ہے جو انسان کے دل ہی میں رہتے ہیں اور جن کا اظہار زبان سے نہیں ہوسکتا انہیں جذبات کا اظہار میٹرلنک کی خصوصیت ہے۔ عجب پرتاثیر کتاب ہے جس کے مطالعہ کے بعد بھی رقت طاری رہتی ہے۔ قیمت ۴ر

المشتہر
شیخ مبارک علی تاجر کتب لوہاری دروازہ لاہور ۶ ۶ ۶

[library stamp]

یہ کتاب و نیز ہر قسم کی کتب

ملنے کا پتہ

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون

لوہاری دروازہ لاہور

کریمی پریس لاہور میں باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر طبع ہوا